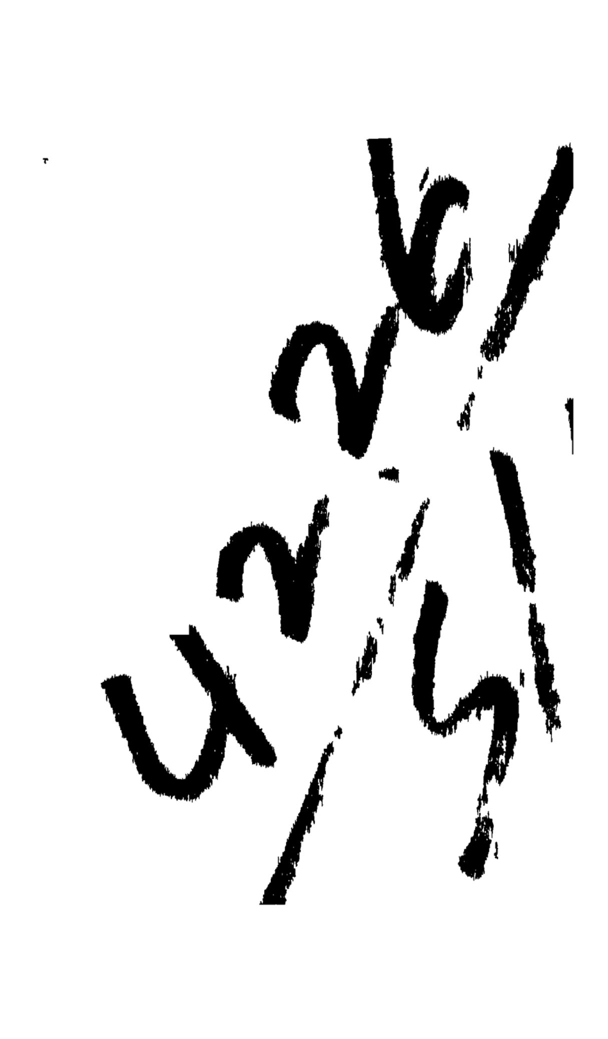
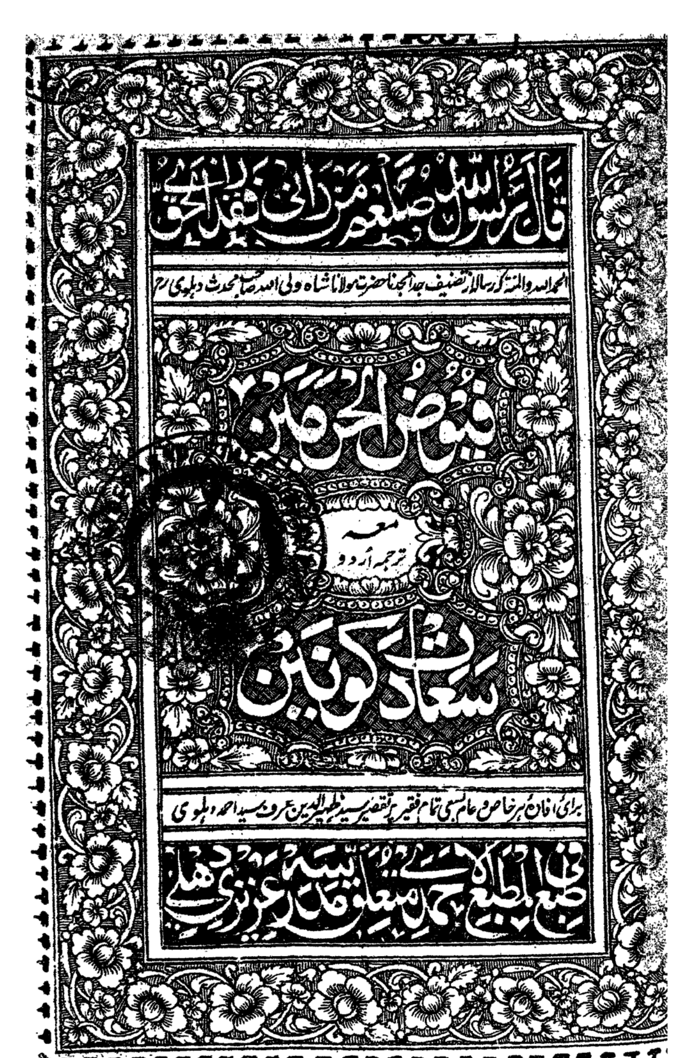




رجسٹری شدہ — الکاتب دہلوی — قیمت فی جلد ۱۰/



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فی الحمد والثناء واستغفرک واستعین بک واعلم انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی علی الامور الشدیدۃ والشدائد الا انت واتوجہ الیک واسلم نفسی لک لان نسکی وصلوتی ومحیای ومماتی لک تعالیت عن شریک الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی والح علیک فی سؤال الھدایۃ لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیذنی من ھذہ ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ افضل الرسل والانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وعلی آلہ واصحابہ [illegible] وقلنا بعد [illegible] لصحیفۃ [illegible] اللہ

الٰہی مین تیری حمد وثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری حمد وثنا مین قاصر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہین کرتا رنج وراحت مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی اور موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین اور پناہ چاہتا ہون تجھسے اپنے نفس کے برائیون سے اور اپنی اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہون کہ اچھی اخلاق اور اچھی اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بہلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین وآسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہین تو خدا لا شریک ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہین سب رسولون سے افضل اور سب نبیون سے بڑھکر اللہ کا درود ہو اُن پر اور انکی آل واصحاب پر اور سب پر جبتک رات دن بدلین جبتک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد گذارش ہے عبد ضعیف ولی

بن عبد الرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالی
بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالیٰ
علی ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه افضل الصلوة
والسلام سنة ثلث واربعین والتی تلیها من القرن
الثانی عشر واعظم من هذه النعمة بكثیر ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
وزیارة زیارة مبصرة لا زیارة عمیاء فذلك نعمة
اعظم عندی من جمیع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلك المشاهد كما علمنیه ربی تبارك وتعالیٰ
وكما استفدته عن روحانیة نبینا صلی الله علیه وسلم
تذكرة لی وتبصرة لاخوانی عسی ان یكون ذلك اداء
لبعض ما وجب علی من شكرها وسمیت الرسالة
بفیوض الحرمین حسبنا الله ونعم الوكیل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم فمن

تلك المشاهد انی رایت فی المنام

جماعة من اهل الله سطر منهم اهل الاذكار وليسا
ما [illegible] قد ظهرت علی قلوبهم الانوار وعلی
وجوههم النضارة والجمال وهم لا یعتقدون
وحدة الوجود و [illegible] یعتقدون وحدة
الوجود [illegible] من الفكر فی سریان
الوجود [illegible] ظهرت [illegible] واحجام فی
جنب الحق [illegible] او النفوس
[illegible] وجوههم [illegible] واحد
الفریقین [illegible] الاذكار
هذه الانوار [illegible] اهل طریقة منهم

ابن عبد الرحیم الدہلوی کی خدائیتعالی دونو پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اللہ کی نعمتون سے یہ بڑی نعمت عنایت
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ وزیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ھ ہجری ایکہزار ایکسو تینتالیس مین اور اس سے
یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سی سو یہ میری نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھون
اِن مشاہد کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہین اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام مین نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے
اون مشاہدون سے **مشاہدہ اول** مینے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
اُن کے دلون مین نور و چہرے ترو تازہ اور صاحب جمال تھے
اُن کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود مین تھا اُن کے دل مین
شرمندگی و خجالت اِس حق امر سے کہ عالم
کے مدبر عموماً اور نفسون کی خصوصاً حق ہے اُن کے
چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے دونو فرشتے
مین اہل ذکر و وحدت نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پہ ہے

وقال اهل وحدة الوجود ليس ان اضمحلال الوجودات في الوجود الحق امرًا حق مطابق للواقع فعلمنا سرًّا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما اكثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم فقمت بين هولاء وهولاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما يتهذب بها النفس ومنها ما لا يتهذب به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح وهذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلى اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مرعى السريان ضاع من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت بها الملاء الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك بحكم الفطرة وامتلاء العالم بمعنى فتهم وما ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہین کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہین ہمین وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے پس ہمکو تمپر فضیلت ہی جب اونمین تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا پہر مین ان دونو فرقون مین منصف بنا اور کہا بعض علوم صادقہ ایسے ہین جنسے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہین جنسے نفس تہذیب نہین پاتا اسواسطے کہ اللہ نے نفسون مین طرح طرح کی استعدادین پیدا کین ہین اور علوم حقہ مین ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس مین مستغرق ہوجاے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو مستغرق نہو مہذب نہین ہوتا ہے نہ اصلاح پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم دونون کا یہ مشرب نہین تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتون کی سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہون نے اپنا فکر صرف کیا سریان وجود مین تعظیم ومحبت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتون نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوا افلاک بسبب سرشت کے اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو اے وحدت الوجود والو تمہارا وہ جزر گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزؤ وليس من شأنه هذا العلم واما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضا طريا لم تخالطه النشآت المتراكمة ففهموا
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذه امور
الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العلمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي تدليا
هو شئ واحد متصل في ذاته سار في العالم
كله كان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه تقوى
تاثيره وارشاده وصح له التصرف في الحق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فوجه يحاذي وجهة الوجود
الخارجي وهذا كانه لون منطبع في الواح النفوس
يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي وجهة الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت
النهاية في البداية ومن وصل الى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق
المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لایق نہین اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے
وہ گونگا اور مسخ ہوگیا اور تم مین عناصر فلکیہ جو اجزاء
فاطنہ اس کمال کے ہین بالکل نہین اس ستر کے لئے
وہ شخص لائق ہے جس مین یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو
نکما نکردے ظہورات گھیرینے والے وہ دونون فریق
سمجھ گئے اور یقین کرلیا پھر مینے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس مین تمہارا اختلاف تھا اُس مین مینے
منصفی کردی الحمد للہ رب العالمین پھر میرے آنکھ کھل گئی

مشہد مینے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ
وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم مین سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اوس پر پردہ اور وہ بیچ مین ہے
اس وقت مینے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اسکی طرف
متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس مین فنا ہوجائے تو اوسکے
ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق خلقت
مین صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتین ہین ایک وجود
خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس مین
اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہین
کہ ہم نے نہایت کو بدایت مین درج کیا ہے جو شخص اس
تدلی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہین جانتا
سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئین ڈوبا ہوا
جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار مین

معرفت عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے
بندون کی طرف متدلی ہونے کا ادراک اگر

معرفة عظيمة

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبدأ الصور وهو العلم وان تفضي الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملأ الاعلى وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من روية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما ذكره ابن عباس رضي الله عنهما من روية

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی شریک ہین اور اسی طرح اُسکے کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملون کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی داخل ہین **تحقیق شریف** جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یون ہے کہ اُس جگہہ دو لطیفہ ہیں ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اوس مین حلول کئے ہوئے ہے نسمہ سے قطع نظر سو معرفت اشیار مین اوس کی دو جہتین ہین ایک تو یہ مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اُس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیا میں سے افاضہ کرے اور اوس سے متصل ہو جائے ۔ اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتین کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہون اُن کی ارواح سے باتین کر لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے تو سوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ مین نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ومن ھذا الباب
کلام موسی علیہ السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتھا وسمعت منھا فقلت عجبا لک
ترین الناس استضاؤا منک واستفادوا منک
الغلبة والظھور علی اطوار شتی ثم انھم ینکرون
علیک ویزورون بک وانت لا تنتقمین منھم ولا
تغضبین علیھم قالت الیس ان تکبرھم وابتھا
جھم بانفسھم شعبة من ابتھاجی بنفسی فانا
فی کل ذلک لا التفت الی صورة التکبر وانما
التفت الی حقیقة الابتھاج وانما الکل ابتھاج
بنفسی فھل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسہ او ینتقم من نفسہ ثم تم افضائی الی
الشمس فرأیتھا فیاضا بالطبع والجبلة وکذا
کل شئ ورأیت ارواح الافلاک ملتئمة ومتو
افقة فی علومھا وھممھا **زیادة ایضاح**
ان شئت ان تلتقم حقیقة ھذا الوجدان
واصغ لما القی الیک اعلم ان علم النفس الناطقة
اعنی بھا نورا بسیطا ھو تقیید القیومیة
بجسد واحد وتنزل الطبیعة الکلیة التی
ھی النقطة الفعالة فی الخارج بصورة
خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم ادراکھا
اما ان یکون لنشأة کلیة تشتمل النفس او تشمل
جسدھا کالصورة الانسانیة والحیوانیة
والارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا۔
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا مینے اُسے دیکھا اور اُس سے
سُنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اُٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پہر تیرے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے
تو اُس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوش ہونا میرے جان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین اُن سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اُس سے لیتا ہے پہر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اُسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سُن
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیة کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرِک اور مدرَک کا ایک ہونا ہے
پہر اوس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة يتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة ان القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منقطعة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
وكنههما ان تتجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة ومغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شے ایسے
کے لئے ہوگا جو اس نفس دراکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اوّل ہی تو صفت ادراک کے واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہو جاینگے تجلی ذوقی تحققی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرِک اور مدرَک کے اس صورت مین ایک
ہوجاینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اُس
حقیقۃ قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزر کی جہت سے جو اس جزر پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے - پس ادراک کیا موثِر نے موثَر کو
اور موثَر نے موثِر کو اوس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہون گے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہے انمین

فتنعزل عن احكامها وآثارها واسمائها ويبقى
حكم الغالبة فيقال اثرت هذه النفس في
تلك النفس وفادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها وقوة موجودة فيها حتى تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل
في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذا
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة نفسها مغمورة في معنى الاتحاد
فتكون بانقضاء اليها مع انفكاك ما وشعور
انها ليست هي من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون انقضاء
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبية
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہجاتی ہے اُس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اُس نفس
مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اُس
نفس نے کچھہ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزر کی طرف
توجہہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اُس مین امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتین اور اجزار نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اُس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سے سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزر کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعۃ کلیہ کے کسی جائے
مین - اور اوس کے یہ ہی معنے ہین جو ہمنے کہا مدرک و مدرک
ایک ہوجاتے ہین اس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اُسکے حال ہین اور
وضع ہین - اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اوس مین
اور اُس کے سوا کو بھول جانا **دوسرا** یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اوس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس نکالا جائیگا
بسبب ملجانے کے اُس سے باوجود کسیقدر جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہ وہی نہین ہوگیا کل وجہہ سے بلکہ کسی وجہہ سے
اس حال کو رویۃ کہتے ہین **اور تیسرا** یہ کہ غالب ہوجائین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوۃ کا حکم اور
یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویۃ کے تو افضا ہوگا غالبیۃ
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت تو کہین سگے زید کے
نفس نے کلام کے عمرو کے نفس اور اس نے اوسکا

هذه كلامها ورابعها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهذا اربع حالات ولكل حكم فكن من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جملية من شانها الاتصال بالفعل فان قيس الى
السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى
الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر روية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق
فهذه الحاسة هي التي تتم بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة بابداع من خيال العرش
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے
غائب ہوجائین اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف
محفوظ اُس قوۃ کی ضدون مین اور اُن سے جدا اُس وقت
کہین گے کہ ذہن مین صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے
ذہن مین جیسے آئینہ مین صورت منتقش ہوجاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس مین حاسہ
جملیہ ہے وہ متصل ہوجاتا ہے اُسوقت اگر کان کا قیاس
کرین کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کرین آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف
تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک کہلاتا ہے اور اسی حس مشترک
سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو
دائیرہ جانے سو دائیرہ کوئی خارج مین ہوتا نہین وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہہ مین
پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو
اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن
ملے اُس کے نفس مین گدگدی ہو اور احتلام کان کا
راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ تو یہ حواس ظاہر کے
طرف نہین التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسے
لذت اُٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام
حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہین
اور جب ارواح اپنے بدن سے جُدا ہوتی
ہین بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور
خیال عرش سے اپنے موافق موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہین جیسے جن متشکل

الجن والملائكة **مشهد آخر** رأيت لكل
من شعائر الله نورا يعلو فطنت بحقيقته
انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانيات
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه
ادراكا انطباعيا بان ينشرح وينفسح ويز
داد مناسبة بالروحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا فحزب
انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتبصر
بالنور فتغلب قوة الملكية على البهيمية وحزب
تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه الشعائر فيبهت امره

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعني الحق تعالى على حقيقة
التدلي العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر
المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل
في عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
معرفت هذا التدلي الوحداني في ذاته
المتابرز في برزات كثيرة بحسب المعدات
الخارجة اعني اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہیں اور فرشتے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے
حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی
روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اس میں روحانیات
کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک
کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے
روحانیات سے، اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ
ہوتے ہیں تو گروہیں نکلتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے
نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنے جو کام کرے اللہ کے
واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے -
ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے
معلوم کرے اس کی قوۃ ملکیہ غالب آجائے قوۃ بہیمیہ پر ایک
وہ گروہ ہے اس نور میں غور کرے اور ادراک تدلی کرے
وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہو جائے

مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا
اس تدلی عظیم و جلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے
مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے
وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال میں منفسر
ہے کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب
آسمانی سے دوسری عموماً کتابیں اور خصوصاً
قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے
ساتھ میں نے پہچانا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں
موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعوں کی اور عادتوں کی

ومرکوزات اذهانهم التی اذا انتقلوا الی البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لاتفارقهم فيعدون فی حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلی الجليل
ثم ينزل فی العالم الجسمانی متی اراد الله ومتی ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعنی علی حكمة الانفساررعلی
تمايز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لاتوجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر فی الخارج كان اول شیء منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت فی مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحذو حذو ما فی
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو به حذو
الوجود الذهنی ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلی من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من فی جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه بتنزل ما من تنزلات هذا التدلی
فی منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلی
له وفيه ويراعی فی هذا التنزل احكام التجلی
فهذه معرفة عظيمة تعض عليها بنواجذك

اور جو اُن کے ذہنوں مین مقرر ہے ایسی چیزین کہ جب برزخ مین جاوین
تو وضعین اور عادتین اور علوم اُن کے ساتھ ہون اُن سے جدا
نہون آمادہ کرین حظیرۂ قدس مین صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی مین آوین جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہچاننے پر اوس خصوصیت سے
جو اُسی مین ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہین اوسکے
لئے ہم بیان کرین گے تجھسے انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی
وحدانیت کے اور حقیقت اور انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج مین سب سے پہلے اُس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اوس سے
تو اوس کے مدارک مین صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتین ہین
ایک اوس طرف جو شخص اکبر مین ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے
اور یہ نصیب مین ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کے معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہین اور جو کچھ
جوف و حیز مین اوس کے ہے اوس کے نصیب
مین اپنے رب کی معرفت مین تنزل مین ہے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید مین یہان
نازل ہوتی ہے بقدر تجلی لہ کی اور رعایت کئے جاتے ہین اس
تنزل مین احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب ڈاڑھوں سے پکڑ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذا معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فتميز من ساير الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية تتميز
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو ركبنا نغمة بنغمة تحصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا
هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس
ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جو فلک اور عنصر جیز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے
ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اُس سے
خشوع کیا اور مدد چاہے مدد چاہنا طبعی و سرشتے شخص
اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اوس مین تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے
پہر جب معین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین
تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اُس کے حکم ایسے کہ متمیز ہون
دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تہی اور اُن مین سے
انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ
پانے معرفت کے اور مہمل نہ چہوڑ گیا اور اس مین امانت رکہی گئی
پہر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم
انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈہونڈہتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پہر کہتا ہے کہ ہم
اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہہ
پہر ابعاد حاصل ہون گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم
جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصریہ عقلیہ سے پہر ابعاد کو
ابعاد سے مرکب کرنا چلا جاتا ہے اسی طرح
یہان تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص
مین پہر اوسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم
جانتا ہے اور خاصیت اور وقت معلوم ہوجاتا ہی کہ یہ
راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہی اور دوسرا راگ اُس روز اُس وقت کا ہے

الی غایۃ النہایۃ فلو ان عمرہ امتد الی الابد ما
انقضی عجائبہ وھی کلھا انفسار لما علمتہ ولا
بالقسمۃ الحاصرۃ فلما ظہرت الاشخاص
البشریۃ فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتھم وقواھم منہم الزکی ومنہم الغبی
ومنہم صاحب النفس القدسیۃ ورجعت
الی اللہ ھممھم ونفوسھم وخلاصۃ بشر
یتھم فی حظیرۃ القدس فصاروا ھنالک
کالامر الواحد یقع علیہم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد ھو الانسان الالھی وتتقارب
امورھم ومدارکھم تنزل ھذا التدلی
الاعظم ھنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لھم ومقاما معلوما بالنسبۃ
الیھم ونصیبا لھم من ربھم فکانت النفوس
الانسانیۃ اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیۃ والھیأت الفاسقۃ الجسمانیۃ
قطفت الی ھذہ الحظیرۃ فبرق ھنالک
بارق جلال ثم تخلو وتبقی حائرۃ کھیئۃ لا
تدری من این الی این ولا تعلم حیلۃ فاقتضی
تدابیر الحق ان یتحرک الیھم ھذا التدلی ویتنزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر قربھم الیہ
وانصباغھم بہ فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوۃ
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینھم
سیر لا تحل الا عقل الا وثق من کان دونہ

اسی طرح سے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہوں عجایب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُس کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے زکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہوگئی
اُس جگہہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائین مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہوگیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب مین اُن کے رب کی طرف سے تو جس وقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اُٹھالئے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکے وہ بیخبر ہوگئے اور ایک ایسی حیرت مین رہگئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک اُس سے قرب آسان ہوجاتا ہے
اُسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہوتے ہین انفسارات
کہ موافق مستعدات کے پھر یہ انفسارات نبوۃ ہوجاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم

فی التدبیر المنزلی والسیاسة المدنیة فکانه
دیدن البشر وخلقهم وامرًا مرکوزًا فی اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلک فی صدورهم کالارتفاقات الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو
ماتوا جروا ذلک معهم الی برزخهم ومعادهم
فصار ذلک بعد الانفسار هذا التدلی بصورة
جسمانیة هی تقدم شخص انسانی علی سایر
الاشخاص وصدورهم عن رایه ونفخت فی
هذه الصورة الجسمانیة روح الهیة وظهرت
برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنی
هنا من النبوة ما کان علی وجه الریاسة
والتقدم والمجادلة والتسخیر لا فیضان
العلوم فقط وان استتبع انقیادًا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للشهیدیة کما کان
لسیدنا ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم وکان
من تلک الانفسارات الصلوٰة وذلک
لان کل خلق عند البشر له افاعیل هی تبیح
وهیکل فی المحسوس ینضبط السر المعنوی
بذلک الهیکل وینصرف الاحکام من مدح
وهجو الیه وهو الذی یذکر ویخبر عنه
ویشار به الی الخلق وهذا طبیعة البشر و
دیدنهم ومرکوز اذهانهم فاصطفی الحق
خلقًا من اخلاق البشر وهیئة من هیئات
نفوسهم وصبغًا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بمقام المعلوم

مرتبوں کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو
ہو جاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا
اگر زندہ رہیں تو اوس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں ساتھ لیجائیں اپنے
برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے بعد اس تدلی کے
انفسار کی صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اُس کا صادر ہونا اُس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اُس صورت جسمانیہ میں روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہیں اُس کی برکتیں کہ ہو جاتے ہیں
نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضانِ علوم اور متابعت چاہیئے
انقیاد کی اُن سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
شہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انفسارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں
اور وہ کالبد یعنے جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہیں اوس صورت میں اور اُسی کی طرف احکام
مدح وہجو کی منصرف ہوتے ہیں اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہی جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیات نفوس سے اور رنگ اُن کی روحوں کے
رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی حظیرۃ القدس واعنی بذلک الخلق والھیئۃ الاحسان والتخشع لربہ والتنظف عن ھیئۃ ظلمانیۃ فاسدۃ فھذا الخلق موجود فی حیز امتزاج النفس بالحیوانیۃ لکنہ اشبہ الاشیاء بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرۃ القدس فجعلہ کانہ ھو ھو کما جعل البدن کانہ النفس ثم اصطفی افعالا واقوالا یکونون تفسیرا لذلک الخلق وتنطبق علیہ فجعلھا کانھا ھو وکان من تلک الانفسارات الکتب المنزلۃ وذلک لان اشخاص الانسان الھموا بالکتابۃ الکتب وجمع الرسائل لینفعھم فی الازمنۃ المتطاولۃ والاقطار المتباعدۃ ویبقی نص صاحب الکتاب غضا طریا ولا یخل غلط فی الروایۃ بالمعنی والنسیان فلما فشا ذلک فیھم فتحرک ھذا التدلی بصورۃ اخری حذوما عندھم فصار الرسول المحتظی بالبوارق المختطفۃ لہ من البشریۃ الی حظیرۃ القدس خادما لارادۃ الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی مجادلاتھم للبشر فی شبھاتھم الفاسقۃ وارادۃ رحمۃ ربھم والھام الخیر فی صدورھم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم الکتاب واول کتاب کذلک التوراۃ وانما قبلہ صحف تشتمل علی علوم فاضت علی قلب النبی فجمعھا من شاء من الامۃ وکان من تلک الانفسارات الملۃ وذلک

حظیرۃ القدس مین اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیئات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق موجود ہے حیز مین امتزاج نفس بالحیوانیہ کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس مین ہے اور اوس خلق کو کر دیتا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے افعال و اقوال کہ وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہین اور برابر کرتا ہے اس خلق پر گویا کہ ہو بہو ہین اور انفسارات سے کتب آسمانی ہین اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ کتابین لکھین اور رسالہ جمع کرین کہ زمانہ دراز تک نفع دین اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس مین غلطی نہو روایت بالمعنی کے اور بھول نجائین اور یہ کتابت پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت مین حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی مین تھا تو ہوگیا رسول بہرہ یاب بوارق خاطفہ کے سبب بشریہ سے طرف حظیرہ قدسی کے اللہ کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور بشر سے مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ مین رحمت رب کی ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ مین وحی تلاوت ہونیوالے رسول کے مدارک مین پس منتظم ہوگئے کتاب اور پہلے کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علمون پر جو نبی کے قلب مین پہنچی پھر جمع کرلیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات مین ملت ہے

لان اشخاصا من البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلك الانعقادات بيت الله وذلك ان الناس قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد للكواكب فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصاحبها والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه الى الامر البسيط الذي لم يتعين له جهة وموضع كالامر البعيد فانزل على قلب سيدنا ابراهيم حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا علما مناسبا لهذا الامر ان يكون هنالك قوى الافلاك والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة الناس اليه وعاقبا لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرائع لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى وكذلك الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك اوحى الله الى العرب باللغة العربية والى السريانيين

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین اسمین رسم منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جسمین رضاء الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو سو وہ شرع ہے اور ملت اور انعقادات سے کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہوگیا اور توجہہ اسکی طرف امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہہ امر بعید کے مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے اثر جو ہو رہا تھا تعالیٰ انھون نے جو جاے اس امر کے واسطے مناسب سمجھے کہ وہان قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہون اور جاذب ہون لوگونکی دلونکی اوسکیطرف اور مقرر کئی اوسکی تعظیم کیواسطے طریقے اور وضعین اور تدلی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کیا ہین جو بری ہوتی ہین اونکو مٹ فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین جسکی طرف کیجاوے اسیواسطے اللہ نے عرب لوگون کو عربی مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدا في الصور والخيالات المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بافاضة غيبية في نشاة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشاة انما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشاة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشاة الفرسية كأن
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشاة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي مايزت هذا النوع
من النوع الاخر كلها امور داخلة في النشاة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
له لابد معدا من تلك النشأة خصصته
بذلك الوضع بقي ههنا شئ وهو ان ايجاد الصور
امرها على الامكان والتقدير والتدلي والتشعب
امرها على المسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن به النفوس فلذلك كان كل تدلي
له معد من مسلماتهم والمراد بالتدليات ان
يخضع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا كاملا بعد
على الزيادة عليه ثم يثبتون جبلهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان مین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب مین کچھہ سنتا نہین اوسکا خواب دیکھنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضہ غیبیہ کے ساتھہ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہ
افادہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گہوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیۃ مین گویا گہوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اوسی عالم
مین نہ اور جای اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
مین پس اب ہر فائض ساتھہ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتھ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتھہ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور تشعب کا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے اطمینان نفوس ہو
اسی واسطے ہر تدلی ہے اوسکی واسطے معد ہین اونکے مسلمات سے اور مراد
تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
ہون پہر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت ڈالین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرايع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تعين الصدق من المين والحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لا بد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق
المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوي
على غره بل فتش الامر فاصل الشيء على العادة
لا يجاوزها فما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون
ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول
ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم
مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وكذلك ما كانت
صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك
ليشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها
الوجدان ووجدنا السنة والقرآن يبينان لم
ولم نفرع عليها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل
كثيرة والحمد لله اولا وآخرا

پس جس وقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا
ہو ایسا ہی کرین کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہین دلون کو
اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہین ہان یہان برکتین ہین تمیز صدق کی جھوٹ
سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل مین
کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی مین ضرور ہے خرق عادت تو
کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل پیچیدہ پر
ٹھہر نجا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ کرید کر اوس امر کی پس
اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہین ہوتا رسول
فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن
اوسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اوسکے غیر مین نہین پائی
جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور
کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونو امرون کے
فرق مین تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ
کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازارون مین پھرتا ہے تو اللہ نے
اون کے قول کو رد کیا اور راز ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی
کی اور اسی طرح نہین صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے
ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو —
اور وہ آنکھون سے دیکھین سورہ فرقان وغیرہ مین
جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون
کے غلبہ کی سورت جہاد اور لڑائیون سے ہے
اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور
ہم نے قرآن و حدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان
کرتیو الا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت
مسائل مین الحمد للہ اولا وآخرا شہید عظیم

نفث في روعي من قبل الملأ الأعلى أسرار عظيمة
حتى امتلأت نفسي ونسمتي بها وها أنا أذكرها لك
تفصيلا فعض عليها بنواجذك إذا أردت
أن يحصل لك كمال الملأ الأعلى المتخاصمين فلا
سبيل إلى ذلك إلا الدعاء وكثرة الاطراح بين
يدي ربك والسؤال منه بجهد عزيمتك وصدق
همتك لا سيما إذا سألت منه ما أنت مشتاق إلى
تحصيله عقلا وطبعا وكان فيه تكملك وتكمل الناس
ولطف بعامة خلق الله فإذا رسخت ملكة الدعاء
فيك وعقلت كيف تسأل الله بصدق الهمة
انخرطت في سلك الملأ الأعلى وقد أشار سيدنا
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إلى ذلك
حيث قال من فتح له باب الدعاء فتحت له أبواب الجنة
أو الرحمة أو كما قال ومن أراد أن يحصل له ما للملأ
السافل من الملائكة فلا سبيل إلى ذلك إلا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد لا سيما
التي صلى فيها جماعات من الأولياء وإكثار الصلوة
وتلاوة كتاب الله وذكر الله بأسمائه الحسنى
أو بأربعين اسما مما هو مشهور فهذا كله
ركن واحد فيما يقصد والركن الثاني كثرة
الاستخارات في الأمور المهمة بأن يجعل نفسه
سواء بالنسبة إلى الفعل والترك ثم يسأل الحق
تبارك وتعالى أن يبين له ما فيه المصلحة ويجلس
متطهرا جامعا لخاطره ينتظر انشراح خاطره
إلى أحد الجانبين ومن أعطاه الله تعالى فهم

میرے دل مین ملاء اعلے سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ ان سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہون
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھون سے جب تو چاہے
کہ تجکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو متخاصمین ہین تو اسکا کوئی
رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اوس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی روسے یا طبیعت کی روسے اور
اوس مین تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھمین راسخ ہوا
اور تونے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرویا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی مین اور تحقیق اشارہ فرمایا ہی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہان فرماتا ہی کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جاوے تو اسکا کوئی طریق
نہین مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدون مین
جائے جنمین بہت اولیاؤن نے نماز پڑہی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا جو چالیس نام مشہور ہین اونکا ذکر اور یہ سب باتین ایک
ایک رکن ہوئین اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امرون مین اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے مین پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے منتظر ہین کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہی اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوٰۃ ونور الطهارۃ بحیث اذا بعد
عهده عن الصلوٰۃ او ترا کمت علیه الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسه من الالوان المرئیة
والاصوات المسموعة حصلت له هیئة یعقلها
ویمیزها ویتأذى منها ویتنفر بجبلته عنها ثم اذا
توغل فی الطهارات والصلوٰۃ وجمع الحواس فی
الذکر حصلت له هیئة اخرى یعقلها ویمیزها ویحسن
الیها وینشرح بها وکانت الحالتان معلومتین
متمایزتین بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن
بالایمان الحقیقی الذی یعبر عنه بالاحسان لا شك
فی ذلك ومن عرف فی ضمن الدعاء والذکر
کیفیة الحضور وان لم یقدر على تجرید الحضور
من اللفظ والحرف والخیال فقد اتى بما یهمه
فی باب الاحسان **مشهد آخر** رأیت
فی المنام اللیلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعین والف ومائة بمکة المبارکة کان الحسن
والحسین رضی الله عنهما نزلا فی بیتی وبید
الحسن رضی الله تعالى عنه قلم قد انکسر لسانه
فبسط الی یده لیعطینی وقال هذا قلم جدی
رسول الله صلى الله علیه وسلم ثم قال حتى
یصلحه الحسین فلیس ما اصلحه الحسین
کما لو یصلحه واخذه حسین رضی الله عنه واصلحه
ثم ناولنیه فسررت به ثم جیئ برداء مخطط فیه
خط اخضر وخط ابیض فوضع بین یدیهما
فرفعه حسین رضی الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہونا آجائے یا اوسکے
حواس بہر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے جبلہ سے اوس سے پہر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر مین تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرلے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتین ہون جدا جدا معلوم ہوجائین جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس مین کچھہ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ وخیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب مین **مشہد** مین نے خواب مین دیکہا ماہ صفر کے
دسوین تاریخ سنہ ۱۱۴۴ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے
ہاتھہ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پہر
اونہون نے ہاتھہ بڑہایا کہ مجہکو عنایت کرین
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پہر فرمایا تاکہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہین ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پہر لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پہر مجہکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اوس سے پہر آئی
ایک چادر دہاری دار کہ سبز و دہاری ایک سفید تہی پہر انکے
روبرو رکہی گئی حضرت امام حسین نے اُٹہایا و فرمایا یہ چادر

والمشاهدة السابع تحقيق شريف

رداء جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم البسني
فوضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالى ثم
انتبهت **مشهد عظيم وتحقيق شريف** اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى
على نبيه صلى الله عليه وسلم على ضربين ايمان
الرجل على بينة من ربه وايمان بالغيب اما الذي
ايمانه على بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد
الامير حين خلع على وزيره خلعة الوزارة
وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس يخبرهم
بذلك واذال الخفاء ببعثه وكلفهم بذلك
فكل هذا امر في منه وسمع ابصر بعيناه حين
خلع وسمعته اذناه حين قال ووعاه قلبه حين
كلف فهذا الحاضر لو يصر وزيرا لحضوره ولا
مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة
ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغيب فمثله
كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس
فاستيقن به حتى انه لا يجد في قلبه نقيضا ولا
احتمالا ضعيفا ايضا ولكن جزم قلبه انما انبه
ان البصير اخبره بالامر دون توسط البصير
والكامل من الافراد من جمع الايمانين فله
ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط من شيء
من هذا الارتباط جميع العلوم التي انزلها الله
تعالى على انبيائه فاستيقن بها بل اطمأن وكان
على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الا
رتباط ناموس يحفظه ويمسكه بين يديه

ہمارے جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے پہر مجھکو اوڑہائے
مینے اپنے سر پر رکھے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالی کا شکر کیا
پہر مین جاگ گیا **مشہد عظیم تحقیق شریف**
جان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بیان
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
مین جائے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بہیجے کہ لوگون کو خبر کر دے
ایسی ایسی اور اوسکو بہیجکر اور لوگون کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکہہ رہا ہے اور سُن رہا ہے اُس نے آنکہون سے دیکہا
خلعت دینے اور کانون سے سُنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہو جانے کا وزیر حاضر
ہو ہنے سے اور نہ مبعوث لوگون کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکہکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندہا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل مین اوسکے عکس نہین اور نہ کوئی احتمال
ضعیف بہی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکہون والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکہون والے کے اور کامل فرد وہ نہین
وہ فرد ہے جسکو دو نو قسم کا ایمان ہے اوسکو ارتباط حق ہے
پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے اوس پر ترشح ہوتی ہین
وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیون پر اُس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تہا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکہے آگے سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسك بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو يحسبه محقق بالعلم الالهى وبازاء ذلك عالة تعالى بين يدى العوام كمال الايمان بالغيب والانحفاظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالايمانان متحققان للفرد ولكن عند شعشعان انوار الايمان الاول قد يخفى الثانى وكنت ذات ليلة اصلى التهجد فى الحجر اذ تشعشع انوار الايمان على بينة فغلبت وبهرت فتاملت الايمان بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجد حتى اشتد تحسرى عليه وانا اسف ثم بعد حين ما ظهر هذا الايمان واطمئن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولیاء كثيرا ما يلهمون ان الله تعالى اسقط عنهم التكليف وانه خيرهم فى الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها حكى سيدى الوالد رضى الله عنه عن نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف وما اختار الا التمسك ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فرابه يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحير فى التطبيق واخبرت عن سيدى العم قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم بسقوط التكليف وقيل له ان عبادات خوفا

اوسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین ہے ٹھکانا ہے اور وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے واسطے ہی تدلی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے محقق ہین لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علے بینہ کے چمکے اور غالب آگئے اور مین متحیر ہوا مینے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نپایا اوسکو پھر سوچا مین نے تو اوسے نپایا یہان تک کہ معلوم ہوا مین حسرت کرتا ہون اور افسوس پھر کچھ دیر مین ظاہر ہوا ایمان اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤن کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسے تکلیف شرعی معاف کی تھین اختیار ہی عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہون نے اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قایم رہے اور اونہون نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی ہستی اونہین دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق مین متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر جہنم سے ڈر کر

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتنا
طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها
وان عبدت طلبا للرضا فانا قد رضينا عنك رضا
لا نسخط بعده فقال رب انما اعبدك لا لشيء هو دونك
وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط
عنهم التكليف والله سبحانه هو الذي يقيم عليهم
النواميس من غير اختيارهم وهذا اروي عن كثير
من اولياء الله تعالى والسر في ذلك عندي ان الانسان
اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس
الى الايمان بها على بينة ووجد هذه العبادات
والنواميس في نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف
به لانها من الجبلة التي جبل عليها سواء كان
هذا السر واضحا منشرحا او مجملا ترشح من خلاله
على باطنه خطاب من الحق انما اشارة هذه
الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التنسك
من اختيار قصده وانما مثل هذه الامور عندي
مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا
الالهام حصول هذا المقام الذي هو منار
الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق لكن
منه الفائض عن لسان خاص ومنار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى تعبير

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے
تو اونہوں نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ
قائم کر دیتا ہے اون پر فرمان و شریعت اون کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینۃ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اور نوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھہ معنی نہین اوس سے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کہلا کہلا یا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوس نے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومن هذا يحتاج فقد بر

تحقيق شريف ومشاهد اخرى

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها ضعف من القوة البهيمية شيأ وقويت الملكية واستقلت بما حلت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمية ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها فحصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب هيئة الملكية وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية وكان خلقا لهذه النفس ودينا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحم لاجله لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه الى الخلق من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه النفس وطمحت بجملة همتها الى التدلي واندرجت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات كالاشتغال القلبية او بالوهم المحاكي للجبروت وهو الذي يسميها اكثر اهل الزمان يادداشت

توضرور ہے اونمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو

تحقیق شریف ومشاہد

اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہین اور قوتین ملکیہ مستقل ہو جاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئے وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہی کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو مطیع ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہی اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین کمال حاصل ہوتا ہی جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ خلق وعادت ہو جاتا ہے اور دین اور جبلت ایسی کہ کبھی اوس سے جدا نہو اور ایک اون سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان لوگوں کی سختی دور کرے سبکی یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی مین کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب جمع ہین یہ تینون وجہ جمع ہوئین یا ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اسوقت اس نفس کے واسطے انشراح ملکی ہوتی ہے اور خوشی اور بعض انسے یہ ہے کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے یا خیال سے جیسا کہ اشتغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم جو جبروت کے حاکے ہو اور وہی ہے جسے اہل زمانہ یادداشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة ولون
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور ياداشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممز
يتهيأ لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخفقها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلها
رقايق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلئت نورا وضوءا او كحوض
ممتلىء ماء ضربه نور الشمس في يوم رأد الهجير وقت
الهاجرة فاكتسا الماء نور الشمس اذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله
تعالى عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الي فعة في اول الامر
كمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
هلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

توحاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیطہ اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور انہین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہوجاتا ہے اون مین سے جو تیز روہین واسطے
بدلنے حال خوف و رجار او قلق اور شوق و انس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کے جوہر کی صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور ازاو سکو
گھبرا نلیا ارادون متجددہ نے تو اوس مین منطبع ہوجاتے ہین رنگ
اسمار آلہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دہوپ مین رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہوا اور ٹھیری
ہوئی ہوا اور دوپہر کا وقت ہوا اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہدار بدر کے رضی اللہ اور رہین اُن کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو اُنکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگی ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفرار
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہی جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس
یصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم ویذکرون
ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده
قبل بعثته فرایت انوارا سطعت دفعة
واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد ولا
اقول ادرکتها ببصر الروح فقط الله اعلم کیف
کان الامر بین هذا وذاک فتاملت تلک الانوار
فوجدتها من قبل الملائکة المؤکلین بامثال
هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورایت
یخالط انوار الملائکة انوار الرحمة

مشاهد اخری بالاجمال

لما دخلت المدینة
المنورة وزرت الروضة المقدسة علی صاحبها
افضل الصلوات والتسلیمات رایت روحه
صلی الله علیه وسلم ظاهرة بارزة لا فی عالم
الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس
فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی
صلی الله علیه وسلم فی الصلوات وامامته بالناس
فیها وامثال ذلک من هذه الدقیقة ولکن
الناس عامة لا یلهجون بشیء الا بما له شیء
علی ارواحهم من علم فیاخذون اما حقیقته
واما شبحه فیجلس واحد ویتلقاه الآخر بالقبول
لما ادرکه ادراکا اجمالیا ویسمعه ثالث فیتقوی
یداه بوجه آخر ورابع فیذکر شیئا مناسبا
وهلم جرا حتی یتفق امة من الناس علی ذلک
فلیس اتفاقهم فی مثل ذلک سدی فلا تزدر

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود
شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت
ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے
میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں روح
کی آنکھوں سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا
یا روح کے میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے
جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں اور ایسی مشاہد پر اور میں نے دیکھا
کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

مشاہدہ جب میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں
اور زیارت کی روضۂ مقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور
عیاں نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھوں سے قریب
قریب تو میں نے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہیں
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نمازوں میں اور آپ کی امامت لوگوں کی
نمازوں میں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح
اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر
ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی
صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور
تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی
تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت
مناسبہ اسی طرح اور یہاں تک کہ اس
امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا
اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں ہے پس حقیر نسمجھ اکثر کے

المشهورات العوام ولكن تفطن باسرار مايلهجون
ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد
اخرى فانبسط صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد
رقيقة فتارة في صورة مجرد العظموت والهيبة
وتارة في صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح
وتارة في صورة السريان حتى اتخيل ان الفضاء ممتلئ
من روحه عليه الصلوة والسلام وهي تموج فيه تموج
الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك
من الدقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في اكثر
الامور يبدي في صورته الكريمة التي كان عليها مرة
بعد مرة مع الحاحي الهمة الى روحانيته لا
الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان
له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه
الصلوة والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان
الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم
وانهم احياء الى غير ذلك ولما سلمت عليه قط
الا وقد انبسط الي وانشرح وتبدى وظهر
وذلك لانه رحمة للعالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك
جئنا اليك راغبين في خيرك وانت رحمة للعالمين
فانبسط الي انبساطا عظيما حتى تخيلت كأن
عطافه رداءه لفني وغشيني ثم غطني

مشہورات کو لیکن اسمین غور کر کہ جو اون کی زبان پر آیا اوسکا
اسرار کیا ہے پھر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار
بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت
مین کبھی تو فقط صورت عظموت ہیبت مین اور کبھی صورت جذبہ و
محبت مین اور انس و انشراح مین اور کبھی صورت سریان مین کہ
مین خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجین مار رہی ہے
مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکھنے والا اوسکی تموج کو دیکھکر
عنقریب ہے کہ اپنے تئین بھول جائے سوائے اسکے اور لطافتین
اور مینے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اوسی
صورت متشکل مین جسمین آپ تھے بار بار باوجودیکہ میری کمال
آرزو تھی کہ روحانیت مین دیکھون جسمانیت مین نہ دیکھون آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو مجھکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہی روح کو
صورت جسم مین کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپنے
فرمایا ہے کہ انبیا نہین مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہین اپنی قبر مین
اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنے قبرون مین اور وہ زندہ ہین اور
جو جو فرمایا ہے اور جب مینے آپ پر درود پڑھا جبھی مجھسے
خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے
کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد** جب تیسرا روز ہوا مینے سلام
پڑھا آپ پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر
پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اوسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے
ہم آپکے عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ رحمت للعالمین
ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک
کہ مین نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے
دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑھا لیا خوب اچھی طرح

غبطة وتبدى لي واظهرني الاسرار وعرفني
بنفسه وامدني امدادا عظيما اجماليا وعرفني
كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى
من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من اطرى
في مدحه والح عليه فرايته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جوهر روحه ودين
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلي العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لا يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي
التي تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبي الانبياء وكنهها ان هذا التجلي في البشرية
لما انعقدت حقيقة في المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم
امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا في اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ متمهيدا من الله
للعصاة من خلقه ولطفا منه بالنسبة اليهم
لجرمهم عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضي شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل ليبقى النوع وكذلك خلق في كل نوع

اور ظاہر کیئے مجھپر اسرار اور پہچنوائے مجھے خود اور امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کس طرح آپسے اپنی
حاجتوں مین مدد چاہون اور کسطرح وہ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کو کہ اپنے جوہر روح اور دین نفس وجبلت وفطرت کے
سبب ہوگئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
جہت بشر پر جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے مین حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہین قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت مین
بس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی ہے
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھی
اصل بعثت سے اس امر مین کہ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع
ہون گناہگارون کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے
مقتضی ہے اون پر اور ملکیتہ حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے تو کہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپکا
وجود معہ نسبت اون لوگون کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع مین

مایفیده عند ماینوبه النوائب النوازل صلی الله علیه
وسلم لا یزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه
فلذلک کان احق الانبیاء بحلول هذه الحقیقة
المثالیة فیه واتحادها معه بحیث لا یتمیز الظاهر
من المظهر فکانه عینها لا یطرء علیه الانفکاک
وهذا احد معنی هذا البیت المشهور ع

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقیقة ابصرته ببصر روحی ولمیة
الاتحاد تفطنت بها ورأیته صلی الله علیه وسلم
مستقرا علی تلک الحالة الواحدة دائما لا یزعجه
فی نفسه ارادة متجددة ولا شئ من الدواعی
نعم لما کان وجهه صلی الله علیه وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیه بجهد همته
فیغیثه فی نائبته ویفیض علیه من برکاته
حتی یتخیل انه ذو ارادات متجددة کمثل الذی یهتم
اغاثة الملهوفین المحتاجین وتأملته علیه الصلوة
والسلام الی ای مذهب من مذاهب الفقه
یمیل لاتبعه واتمسک به فاذا المذاهب کلها عنده
علی السواء لیس علم الفروع فی حالته هذه من دیدن
روحه الکلیة انما الداخل فی جوهر روحه اصل علم
الفروع وهو عنایة الحق بنفوس البشر من جهة
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا الاصل له
فروع واشباح یختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوهر الروح هذا الاصل فلذلک کان نسبة

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
منہ کئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے
حقدار زیادہ ہین واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے
اپنی ہین اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتہہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہین کہ جدائی ہی نہین اور یہ بھی ایک معنی ہین اوس بیت
مشہور کے افلت شموس الاولین وشمسنا * ابدا علے
افق العلے لاتغرب * تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے مین نے
اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اوسکا سبب اور مین نے
معلوم کیا اوسے اور دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان سے نہین ہٹاتا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہان جسوقت
آپ متوجہ ہوتے ہین خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی
کرین اوسکی مصیبت مین یا اوسپر برکتین فائض فرمائین یہانتک کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجون کی فریادرسی مین مصروف ہو اور مینے غور کی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ مین کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بھی وہ
ہی مذہب اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین علم فروع
ایک حالت مین نہین آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح مین علم فروع کے
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فرع اور صورتین ہین مختلف
ہوتی ہین وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسیواسطے دیکہا انکی تر

المذاهب على السواء لا تميز عنده مذهب عن
مذهب لان كل مذهب محيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو
احد لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن النبي صلى
الله عليه وسلم يسخط بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلك رايت الطرق كلها عنده على السواء ثم
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد انه قصر
في جنب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على
تقصيري والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ غما
وانكباحا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذهب
الله وتخروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقيادا لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا وملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا نہین معلوم ہوتا اسلیئے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے اُمہات
فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو
مذہبون سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہین مگر اوس صورت مین جب دین مین اختلاف اور جنگ و جدال
فساد کا موجب ہو لوگون مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمیون کے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمین قصور ہو جاتا ہے تو اوسکی اعتقاد مین جم جاتا ہے کہ معنی قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ
وہ حاضر خود ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سی بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہے انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہے
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہ بہت ہین کہ طالب
کے دل مین آتے ہین اور یہہ بھی ضرور رہے

ایضاً علمنی ان ناساً یدخلون المدینة المنورة
فیرون اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم او فی
نفس الامر فیبغضونهم ویضمرون حقد الشر
بل یدخلون الروضة المقدسة ویواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانکدر
حالهم فایاک ثم ایاک ان یصدک من هذا النور
الاتم علیه الصلوٰة والسلام امثال هذه الامور
ورأیته علیه الصلوٰة والسلام لابساً لباس العظموت
والتشبه بالجبروت وله رقائق کثیرة بحسب
تعدد کمالاته وتوجه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوٰة والسلام فی ذلک المجلس مدداً
اجمالیاً لتفصیل المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولاً وجعلنی اماماً ورضی
طریقتی ومذهبی اصلاً وفرعاً لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سبباً للاختلاف والتقاتل فهذه
النکتة یجب ان ینتبه بها کل من اخذ مذهبنا
اصلاً وفرعاً وطریقتنا سلوکاً ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوٰة والسلام متوجه
بالکلیة الی التدلی الذی ذکرت فکلما اردت ان
[illegible] استغراقی فی کیفیة حاله عن سؤاله
و[illegible] فسألت بلسانی
الذی [illegible] تعالی [illegible]
[illegible] ثم سألت وهلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو اونسے بغض اور کینہ
رکھتے ہین پہر جب روضہ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور ادھر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے امور
روکتے ہین۔ اور مین نے دیکہا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجہکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجہکو امام اور اچہا فرمایا میری طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہی اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پہر مینے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسایل مبادی وجود اور مراتب وجود اور فنا اور
بقا تو مینے دیکہا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اوس تدلی مذکور کیطرف
جب مین چاہتا تہا کچہہ پوچہون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال مین
مجہکو روک دیتا تہا اور مجہکو سکہایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹہون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملاء اعلی کی طرف سے ہے
پھر مجہکو نور نے لپیٹ لیا پہر سوال کیا پہر لپیٹ لیا
پہر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اوس وقت

ذلك يختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب الهمم
الرجل ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكونه شاهدا ووفاية ووجها
للتدلي لكونه متوجها الى الخلق لابسا لباس عظمته
وما فيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجهد همته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي نفس
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات
يعني يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة
للتدلي ان يتقرب الحق جلاله الى اهل الارض حتى الى
سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلاة والسلام مبتهجا
انشراحا عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورأيته صلى
الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة
لمثل المشايخ الصوفية في مجالس الافاضة واناس
بين يديه وكل ما علمنا انه مشغول واحد من مشاغله
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من الكمالات
ولذلك يظهر قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختلف ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند ہے تو ہر انسان کو حصہ پہنچ گیا
اور دیکھا میں نے آپ کو قرار کئے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی ظرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس میں قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہیں دریافت
ہوسکتی جسوقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت ہے فقط
نہیں بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہیں اوس کی طرف اور یہی رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے + اور میں بتاؤں تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے میں واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہو اہل زمین اور
جو ان سے نیچے ہیں اور یہی ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
مدح اور میں نے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت میں اور گویا آپکی حضور میں ہوں اور میں
جو میں نے بتایا ایک شہید ہے شہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم
ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں حق کی طرف سے وہ یہ کہ حج ایک کمال ہے
اور کمالوں سے اور اسیواسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور
اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالی کا وصول تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهى بالحج
والله اعلم

مشهد آخر

سألته صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحى شوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقها بجنابه اشدها
اقل فامتلأت منه بصورة مثالية فارانى صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد فى عالم الاجسام
ثم ارانى كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال وارانى اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرة التدبير حذوها
افيض عليه فى عالم المثال من تلك الحضرة وارانى
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعده فوضح لى الامر واستبان ووعيت
عنه ما افاض على من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد فى تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى تدليا عظيما متوجها الى
الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التدلى له
فى كل برهة من الزمان شأن فيبرز الى الخلق
برزة بعد برزة وكلما برز برزة ظهر فى العالم
عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الى الخلق
بالامر والنهى والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البرزة حقيقة فاذا برز برزة ظهر فى الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم يعلموا

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ ہی بہت
وجہون پر ہے لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم

مشہد مینے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابہی آدم علیہ السلام
آب و گل تھے کہ مین نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری
روح بہری ہوئی تہی پہر مین چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پہر مین بھر گیا اوس جناب سے ساتھہ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پہر دکہائی مجھکو کیفیت اس عالم مین آنیکے
عالم مثال سے اور دکھائین مجھکو صورتین انبیاء مبعوثین کی
کہ کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال مین اوس حضرت سے اور دکھائین مجھکو صورتین
اولیاء کی اور کسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجھکو حال معلوم
ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور مین ظرف بنگیا اوس چیز کا جو مجھکو ملا
صورت مثالیہ سے اور مینے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا مین
اب بیان کرتا ہون تسے جو مین سمجہا جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالے
کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اوسی سے سب ہدایت پاتے ہین اور
اُسی کی التجا کرتے ہین اور اس تدلی کی ہر ایک راز زمانہ مین شان ہے کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی
ظہور تو عالم مین اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بھیجا گیا
ہوتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر اور نہی شریعت کے ساتھ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہین اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگون مین علم اور معرفتین مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہین اگرچہ لوگ نجانین

المشاهدة الحقيقية [illegible]

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
اولم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب بدنه من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غياث
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر وليعقد الشرائع
عليهم وذب دوي فاسدة عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرائقهم
فمن مفرط ومن مفرط اقتضى التدبير الالهي
ان يسوي امرهم فانطبق التدلي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه

کو وہ فائض ہین اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہین اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہین اور معرفتین اگر وہ ایسے لوگ ہین کہ کلام
رسول سے استنباط کرسکتے ہین تو اونکو احبار کہتے ہین اور رہبان
کہتے ہین اور اگر وہ لوگ ایسے نہین ہین اور اون کی ہمت ہی علم
حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تو وہ لوگ حکما محدثین اہل حکمت
ربانی ہین تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہین
اس بات کو جانین یا نجانین اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتے ہے کوئی نہین سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہون تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو پیکر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات مین سے
پس منطبق ہوگئی اس پر از روے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت
کے ہے ان پر اور لوگون پر تا کہ پایا جاوے ایسا مددگار
کہ معد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے
امراض فاسدہ جب انکو اسکے حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنے ہین آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الٰہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصون مین سے ایک شخص پر
اور وحی ہوئی اوس پر جس مین اوسکی قوم کی صلاح ہوئی یعنی درستی کریگی

وكذا ظهر ببعثه برزخ من البرزخات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض لاستعداده
لكن اما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بروز برزخ من برزخات التدلي
وذلك البرزخ كان مشتملا على قوى مثالية فتلبست البرزخ
لباس المثال وسد الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابسا في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعده فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي التدلي فما من آخذ علما
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثت كالعنوان لها
هي هذه البرزخ المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذونه عن برزخ مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك
الاشخاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اُس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جز این نیست
کہ منطبق اُس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال مین حکایتا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اُسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اُسی وقت منطبق تھا حکایتہ نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج مین تو ظاہر ہوا ابرزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد ید
کر دیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
مین اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد مین پُر
ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیئن اور منقطع ہوگی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہین اور خاتم النبیئن ہین اور سب انبیا کو فیض اِس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام مین تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجکو تمیز نہین ہوا کوئی
اُن اشخاص مین سے اِس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ اُن کی نبوت عالم روح مین منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثته برزة روحية ظهور الضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وافيضت
العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا الاجمالي الاكثر
منعقدة في المثال **تحقیق شریف**
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن من
الاول بعد آدم عليه السلام مايلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم المحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجرت بعده العلوم
ثجاجا ونبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والمحاضرات والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلاء منه السموات والارضون
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مداركه صورة شتا

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے تھوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت مین اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ
مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر مین منعقد تھے مثال مین
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن وسرد طبع
وبہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور الہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمرین
بڑی پائین اور فکر وخوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں
ہوگئے اور آن سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالی کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینین پر
ہین اور اوس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیے ویسا کیا، دس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ مین منقش ہوئی

تجلي جلال الله وعزته على وجهه وهذه الصورة
دائمة ما دام الشخص الأكبر وهي منطبعة حكاية
الله وحاكية له اتم حكاية واوفقها بما في نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاك في الطبيعة
الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كما
تحفظ الطبيعة الارضية في المعدن والنبات
والحيوان والانسان وكانت خواصها ومقتضيا
تها وقواها ايضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات
والانسان كانت طبائع العناصر والافلاك
محفوظة فيها وليست هذه الا كالمرايا لظهور
خواص الافلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها
وكانت الطبيعة الكلية بما معها من القوى محفوظة
في الافلاك والعناصر فكل فرد من الانسان في جذر
وجوده وجوهر نفسه واصل تحقق معرفة ربه
الا انها في حجب كثيفة اذ لوح نفس الانسان عرضة
لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الامهات والمولدات
وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها و
يختفي حكم نقطة التدلي التي هو الحبل الذي يتمسك
به عارف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انفسارها الى الطبيعة الكلية واجزائها تمثل
نور الله عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح
في زجاجة الآية استنار به الحجب كلها بنور الاصل و
استضاءت بضوئه وكانت له في معرفته عليه

یہ صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک تعالی کی عزت
اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے جب تک یہ صورت
دایم ہے اور اللہ تعالی کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح
اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ مین تو یہ طبیعت کلیہ
محفوظ تھے اوس صورت مین اس طرح جیسی طبیعت
ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان
مین اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ
ہین ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے
معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھین طبائع
عناصر و افلاک محفوظ ان مین اور نہین یہ مگر مانند
مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور
عناصر اور اُسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا
کے افلاک و عناصر مین محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل و اصل جوہر نفس اور
بنیاد تحقق مین اپنی رب کے معرفت تھی مگر بہت پردون اور حجابون
مین اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہی واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
اُمہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونی ان صورتونکی ناقص ہوجاتی ہے
صفائی اُس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہوجاتا ہی حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسّی ہی کہ جو اُسکو پکڑے اپنی رب کو پہچانے پس وہی حجاب
متراکم ہین کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہین تو جس شخص کو نصیب ہوگیا
تنبہ تحقیقت الحقائق پر اور جان لیا اُسنے انفسا تدلی کا طبیعت
کلیہ کیطرف اور اُسکے اجزا کے تو اُسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثال
ایسی ہی کہ جیسے کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الایۃ اوس
شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے
روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

ومن لم يرزق التنبه لعله لم يعرف انحسارها ومثل
ظلمته المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية وإذا
مهدت هذا فاعلم أنه بقدر إعداد المعدات تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الإعداد أتم وأوفر
كان ظهورها أصرح وأبين ومن المعدات
الملأ الأعلى ولست أعني بهم الملائكة فقط بل
أعظمهم وأشبههم نفوس الكمل حين طرحت
عنها جلابيب أبدانها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يخيل إلى العامة أنه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل يجيء هو في كل سيد من
سادات الملأ الأعلى يوفق لفتح الحجب المتراكمة
والوصول إلى هذا التدلي فيدخل موج من هذا
التدلي في قرحة هذه النفس فيمتلئ النفس بمعرفة
الله ثم يعوج الموج إلى هذا التدلي فيتحقق لهذا
التدلي تدل آخر إلى ما يلي النفوس البشرية
المحبوسة في أجسادها ويعد العالم بعوارض أفاضة
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم أنوار
الملأ الأعلى وتتنازل عدد هائلة حتى يلي الأرض
وبعضها الأسفل وبعضها من هو فوق ذلك
حتى امتلاء الحق الذي بين أرض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان أسرع [illegible] وأصح [illegible]
وإلى هذه الدقيقة أشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال إذا اقترب الزمان لم تكد رؤيا المؤمن

مفصّل ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اسنے نجانا اسکے انفسار کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہی
جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ
سحاب الآیۃ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے
اعداد کی قدر وہ نقطۂ تدلی کا ظاہر ہوتا ہی اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے
ہین تو جسقدر اعداد اتم و اوفر ہوگا اتنا ہی ظہور بھی صریح اور
ظاہر ہوگا اور معدات ملاء اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط
فرشتے نہیں بلکہ ہو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین ان سے جسوقت
اپنے بدن کی کثیف چادرین اتار ڈالتے ہین اور جب کوئی کاملون
مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے گم
ہوگیا خدا کی قسم یون نہین ہی کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہین ہوا
پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلی مین سے توفیق دیا جاتا ہی
واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور داخل ہونے اس
تدلی سے پہر داخل ہوتی ہی ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے
اندر شرحہ کے تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پہر عود
کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پہر متحقق ہوتی ہے
اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ
قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ
معرفت کے اوپر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہین انوار ملاء اعلی کے اور
برستا جاتا ہی امداد ان کا بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے
ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہی جو درمیان ہے ان نفوس کی
ارض کے اور معرفت کے سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کی آخر زمان مین بہت جلد
ہوتی ہے اس سے جو پہلے تہی اور بہت صحیح ہوتی ہی اوس سے جو پہلی تہا اور
اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف
مین آیا ہی اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يخطی ای اذا اقترب من القيمة وكذلك فالطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع فی استخراج الارتفاقات انما
استمطر الجود مما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض
فی قلبه ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلی الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لا يفقد هو ولا براعته ولا هذه الشرح بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها
لبعض فی نسبتها فی الطبيعة الانسانية المتجسدة
فی المثال بشخص واحد كنسبة القوی والصور
الخيالية فكان المقدمات الفكرية تعد لفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لن كان عشاياها
الناس وهذه المعرفة احد معانی قولنا فی القصيدة اللامية

ع شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحی المتمايل

مشاهد اخری علی الاجمال ما توجهت
قبل قبره عليه الصلوة والسلام الا ورأيته حاضرا
ظاهرا اما بان نفتح بصر روحی فرأيته علی ما هو
واما ان تأثرت نفسی منه تأثرا فكان ذلك الاثر
حاكيا عنه فلما توجهت اليه ونفسی ملأی
من الشوق الی ظهور حقيقة اختصصت بعض
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع
من قبل نفتش حال النفوس فلما رقت نفسی

یخطی ای اذا اقترب من القیامۃ اور اسی طرح طبیعت
عرشیہ مین علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہین
بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور
انواع کے پس جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات
مین اوس نے یہین سے فیض پایا اور جب راسخ ہو گیا
یہ فیض اوس کے قلب مین پہر عود کیا اپنے منبع کی طرف
تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال
کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان
ہو گیا منتقش ہونا اون علوم کا پہر جب مرتا ہے
وہ کامل و فایق تو گم نہین ہوتا وہ اور نہ اُسکا
کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود
رہتے ہین اور ان نفوس کے افراد مُعِد ہوتے ہین
بعضے واسطے بعضون کے اور نسبت اُن کی زیج
طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے
تو جیسے مقدمات فکریہ مُعِد ہوتی ہین فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس
زکیہ مُعِد ہوتی ہین واسطے از کا تمام آدمیونکی اور یہ معرفت ہمارے قول کے
معانی مین سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ مین ہے اور وہ یہ ہے ع

شہدت تداویر الوجود جمیعہا ✦ تدور کما دار الرحی المتمایل ✦

مشاہدہ اخری علی الاجمال مین جب متوجہ ہوا ہون روضۂ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف جب ہی آپکو دیکھا ہے حاضر ظاہر یا کیہ میری روح
کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہین اور یا میرا نفس متاثر ہوا آپ سے
اور یہ اثر حاکی ہے آپکا سو ایک وقت مین متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ
میرا نفس شوق سے بہرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے مین خاص ہوا یعنے
معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرایع قسم دریافت حال نفوس سے تو پہر نفس

في المشاهدة الثامنة عشر ۱۲

بنفسه عليه الصلوٰة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وتلذذا بها ومما افيض علي نظر
الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من بين الانبياء عما بينا من هيكل التدلي
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع نور هذا
النظر في نفسي فعرفت حينئذ نفسي كانما ينظر
اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه ربه الا وتبعته السموات والارضون
لاسيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل
في جوهر الروح وبدن النفس ورأيت ابدا الى النور
كهيئة اهل الملأ السافل ورأيت ينبع من قلبه
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا

مشهد آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى السر الذي
استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب
الملأ الاعلى ونحو العبادة ففطنت حينئذ مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض صحابه اعني
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا بالدعاء تضرعا والحاحا واطراحا بين يدي

آپ کے نفس سے ملصق ہوگیا اور پر ہوگیا اُن علموں کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کل نبیون سے بسبب
اُس شئے کے جو ہم بیان کر چکے ہین ہیکل تدلّی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو مین بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس مین
منطبع ہوا نور اس نظر کا تب پہچانا مین نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
مین نے کہ اِس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
مین بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہین
سب آسمان اور سب زمینین خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جوّ کے ساتوین آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قرار پکڑی تو قطب ہو جاتا ہے اور مینے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہین ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و بدن نفس مین
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کی
اور مینے دیکھا کہ وہ ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
نزدیک ہے **مشہد آخر** ایک روز مین نماز چاشت پڑھ رہا تھا ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ اُس وقت ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اوس کی
اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت سے اور وہ قرب ہے ملاء اعلیٰ کا اور وسائل عبادت کی
اُس وقت مجھے یافت ہوئی مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعضے صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود پس یہ قرب حاصل نہین ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

المولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فالا
يحصل حتى يجتهد في الدعاء في السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته منافذ
من جواهره والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر
وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها
والتمييز لحلولها والتهيؤ لتحققها اعانة لها تتميما
لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم بالكثار
خاصة وتظهرت حقيقة قوله هل تضارون
في القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهي ان الله المتجلي يوم القيمة
هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي
يقاسم العبد في الصلوة ويجاوبه ولكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصره ويبصر الروح و
ان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح وا
استتبع بصر الجسد فليست النشأة الاخرى
الا من بقايا نشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر
الروح التي يرونها الافراد في هذه الدار ولين
الاخروية التي تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رايت كل آية وكل حديث بحرا مواجا فيه من
الاسرار لو كتبت شرح سر واحد منها في مجلد
[illegible] طنة ورايت الاسرار الخفية مبثوثة في
اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اوسکے استانہ کے
پکڑ سکیے اور نہین حاصل ہوتا جبتک کوشش کری سجدہ مین دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اُسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور اُن پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ
قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہی کہ
قیامت کے دن جو تجلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہی اور وہ وہی ہی جو نماز مین معاسم او
مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہین آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اُٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہے نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے دیکھنے
مین جو دنیا مین افراد کو ملجاتی ہی اور عاقبت مین عام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کی اُٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریائے موّاج اسرار کا کہ اگر اُنمین سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدون مین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف مین بہت اور کمال تعجب کیا پھر

العجب فتجلى لى عقيب ذلك التدلى الاعظم
فرايته غير متناهى الارجاء ورايت نفسى غير
متناهية ورأيتنى قابلت غير المتناهى بغير المتناهى فابتلعته
كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسى
وتحيرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم تستر منى
على فاجاء انا ملأن من النور يلمع على من فوقى
ومن تحتى وعن يمينى وعن شمالى بل رايته ينبع
من قلبى وعينى ويدى وسائر جوارحى وجوانحى
فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
غاب عنى الهيكل المثالى وتجلى حقيقة روحه
صلى الله عليه وسلم مجردة عن الالبسة التى كانت
لبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حينئذٍ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء
المتقدمين جاء فيض من روحى صورة مجردة
على شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والتنزه
ما لا يقدر اللسان على وصفه **مشهد
آخر** استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان
اتسعت نفسى حتى لحقت بوراثته بالبرزة
المثالية للتدلى الاعظم التى انتقلت الى الناسوت
مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه واتصلت
بها وافضيت اليها وخالطتها فرايتنى بعد تلبسها
من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى
حضرت الوجود الخارجى والثانى نسبته الى الاول
كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب
وهو قريب الى حضرت الوجود العلمى و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی انتہا
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے ہین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہین اور بائین سے
ٹپر رہا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزاے نسمہ سے بھی اور مینے اسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب اور بلندی کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق
ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزخ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اوسے اور مخلوط ہوگیا اوس برزخ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن مین کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سمیت حینئذ بالزکی وباخر نقاط العلم وعرفت حینئذ ان من خالطها فاض الیها کما خالطت وفاضت ای دخلت فی جوهر روحه کمثل دخول الیاداشت فی جوهر النفس بان تلتئم الیقظة التی جبل علیها الانسان فمن شعب مقامه المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق وان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق فتدبر

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت مینے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس نزرہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنے داخل ہوگیا جوہر روح مین اس کی مانند داخل ہونی یادداشت کے جوہر نفس مین تو اس پر کھل جاتا ہی وہ یقظہ جسپر انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے مین مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ پیچھے بعد اور اسرار عمیق ہین غور کر اسکو

مشهد آخر

قمت بین یدیه صلی الله علیه وسلم وسلمت علیه وتلففت متضرعاً الدیه فی الصفق روحی الیه فبرق من بارق وتلقته روحی اتم تلقی فی لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجائها فی آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلی الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرایت هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود الذی الواحد الفایض من المبدأ الذی تفصیله العالم باسره وفروعه التدابیر التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة ومامن قطب ومحدث او نبی مکلم لا وله نصیب منه والله اعلم

مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور بکمال عاجزی ہاتھ پھیلا آپ کی حضور اور اپنی روح کو لا دیا آپ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اسے ملاقات کی ایک لحہ بھر کے عرصہ مین یا اسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کہ کسقدر جلدی ملاقات کی اور اصل وفرع وتمام اطراف کو محیط رہا ایک آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین اور وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد فایض ہے اس مبدا سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہین جنسے عالم کا قوام ہے اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہی اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشاهد اخری

سلکنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بنفسه [illegible] فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه [illegible] ارانی صلی الله علیه وسلم روحه [illegible] اذ معرفة القبض [illegible]

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس مین اویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ [illegible] یہ بات یون ہے کہ آپ نے اپنی روح کریمہ دکھائی اور [illegible] افاضہ پہلے ہی [illegible] کی روح

المشاهد الساعة والعشر
مشاهد اخری سلکنی

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علی تجلیا من تجلیات الحق وھو الذی بان برزخ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزخ المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جامعۃ لافعال الحق فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا وفنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ الذات معلون من الجبروت فقبلتھا وفنیت وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی الروحانیات بھا اندماج النھایۃ فی البدایۃ فقبلتھا وفنیت وبقیت ثم عرض خامسا نقطۃ من احوال النسمۃ وکیفیاتھا محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ کانھا ھی ففطنت ان من امکن منھا قوی علی التاثیر فی التلمیذ وھی شبیھۃ بالعزم والجراۃ لا اقول عزم شی اوجراۃ علی شی بل نفس العزم والجراۃ فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال الانبیاء صلی اللہ علیھم وسلم **مشھد آخر** اعطانی اللہ سبحانہ شیحا من طریقہ فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وباشرت اعطاء روحہ الکریمۃ واطلعنی علی حقیقۃ ھذا الشی الذی اعطانی فعرفتھا حق معرفتھا وعرفت انہ شی منتھی الاعینہا

بکر میرا عرف الاشیا ہے یہانتک کہ محسوسات سے بہی پہر پہلے آپ کا سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجہپر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ ظہور ہے برزخ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اسمین مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پہر مین متحقق ہوا اوس سے اور باقی ہوگیا پہر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصلی اس برزخ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور اصل ہے الہی کی تدبیرات کا عالم مین اوس کو بھی مین نے قبول کیا اور اوس مین فنا ہوا اور اوس سے باقی ہوا پہر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار مین نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اسکو قبول کیا مینے اور فانی اور باقی ہوا مین پہر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ منعقدہ روحانیات مین اس سے نہایت مندرج ہی بدایت مین اسکو قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پہر پہنچوایا مجھکو پانچوین دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل مین اس نقطہ روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو مینے معلوم کیا جو حاصل کرے ہی اسکو قوی ہوتا تاثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے حال سے **مشہد آخر** عنایت کیا مجھے اللہ تعالی نے اپنی سیرت سے سلوک کا بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باشر عطا کا ہوا ... [illegible] اس شے کی حقیقت پر جو مجھکو عنایت ہوئی ... [illegible] اور اسکو پہچاننے کا ... [illegible]

وسأحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيهب طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسب في الناسوت فلله تعالى داعية في الملاء الاعلى لا يزال في الناسوت تمثالها ووكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا انسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ولا وكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا الحافظ الذي قلنا انه وكر لها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا عوجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها في الحياض والجواب اياكن ليس في قوى البشر ان يصد المياه عن ذلك فكذلك الداعية هي الطريقة متى قضى

اور مین تمسے بیان کرون گا کچھہ کچھہ جو مینے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالی اپنے بندون مین سے جسپر چاہے احسان کری اولیائے تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالے مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے او کہنے لگتا ہی کہ اللہ تعالی نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہین ہی بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلی مین منعقد ہے کہ اللہ تعالی حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہی ملاء اعلی مین اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہین نظر آتی لوگون مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جا پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہین کہ معدوم کردین اس نگہبان کو جو ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائے ہی اوسکی او ہمیشہ اوسکے اہل سی او نگہبانون سے مقاتلہ کرین تو ہرگز نہین معدوم کرسکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہین کہ اوس طریقے کی کجی کو سیدھا کردین اور اوس کے بگاڑ کو سنوار دین تو نہین مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہی جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اون کا عکس حوضون اور تالابون مین پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی مین نہین کہ پانی کو اوس عکس سی روکے پس وہ داعیہ الہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالى لعبد فقد قضى له بالطف يقة نشرح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وها انا ما فهمني
ربي يجيء من مدد السماء الاولى نقول وتوسطات
وزي ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتؤثر كابرا عن كابر وتوقر الصدور
وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واصاغر
هم علمائهم وامراءهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلي بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معطية فيكون سببا لاهتدائهم ومنبها
للناس الى كمالهم ومن السماء السابعة الشرف
الدائم الذي كالنقب في الحجر لا يزول حتى تزع
اوصاله وتقطع اجزائه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مسوى فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزيى بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية وتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اُس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجھ کو سمجھایا ہی میرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلین اور توسطات اور لباس اور آسمان
دوم سے قواعد منضبط پس لکھی جاتی ہین اور جانی جاتی ہین اور نقل
ہوتی چلی آتی ہین بزرگون کو بزرگون سے اور توقیر پاتی ہین
اُن سے سینے اور صحیفے اُن سے پُر ہوتے ہین اور آسمان سویم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہو جاتا ہی اور اوسکی طرف طبیعتین مایل ہوتی ہین اور جوش
کرتے ہی حمیت لوگون کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہین اور مدد کرتی ہین
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہین اور اُسے دوست رکھتے ہین مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر کہ
اُس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور اُمرا تسخیر ہوتے ہین اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا مین گرفتار ہوا اور ملعون ہوا اور عذاب مین آ جائے گو یا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معطیہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگون کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دایم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہین مٹتی
جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہین کہ
ملاء اعلے مین اکٹھے مل جاتے ہین اور ان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پھر اس جسم مین تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزل روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اوس کی رحمت
الہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث
لا يحتسب ثم يربي هذا اللطف سادات الملاء
الاعلى ويخدمه الملاء السافل ولا يزال يتنزل
امره ويزداد شانه حتى ياتي امر الله على ذلك
فهذه هي الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع
والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه
طريقة ومذهبا وليس له الذي وصفنا
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه
فليس كل احد يعطى له طريقة وليس
عند الله جزاف ولا شيء في تنميته من الانبياء
بل انما يعطي من جبل مباركا تمده امداد
الافلاك السبعة والملاء الاعلى والسافل وله
رحمة خاصة من الله تعالى الاعظم فكم من عارف
عظيم المعرفة فان باق شديد الفناء سابغ
البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها ولذلك
لا يعطى حفظها كل احد بل لكل امر جلل خلق
لم ويسرت جبلته لذلك واما صورة ظهورها
فشانه اخرى وراء السنن المتعارفة وحقيقتها
بركة فائضة في الاعراض والافعال

مشهد آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق
بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان
البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من قول
الثلاثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك
يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

داہنے و شمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان نہو
پہر اس لطف کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان
اوبرہتی جاتی ہے جب تک حکم الٰہی آوے تو بس یہی طریقت
اور اسی پہ قیاس کرلو مذہب فروع و اصول مین پہر جو
شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
خزانہ نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہی
کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت
اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد
افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور آسکی
ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت
یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی
نہین ان کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر مرد بزرگ امر کے
واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہی اور اوسکے جبلت اوسکی واسطے ہوئی ہی اور اوسکے
کام آسان ہی لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے
سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا اور یہی عالم ہی کہ حقیقت اوسکی
برکت فائضہ ہے اعراض و افعال مین

مشہد آخر مجھکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین
ایک بہت اچھا طریقہ ہی وہ بہت موافق ہی اوس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا
زمانہ بخاری اور اوسکی ساتھ والونکی اور وہ یہ ہی کہ اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم و صاحبین سے جو قول اقرب ہو لے وہ لیا جاوے پہر بعد اوسکے فقہائے حنفی کی پیروی کیجائے

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه
الثلثة فی الاصول وماتعرضوا لنفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بد من اثباته ولكل مذهب
حنفی **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد فی الصحيح اما انيته ذلك فما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق
فی بحر النور وان لم يتفطن واما لميته فان الانسان
اذا صار محبوبا ای دخل فی جوهر روحه
البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان
منظورا للحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج
النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همة
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال
والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت
مآثر الكمل من مآثر غيرهم **مشهد آخر**
استاذنته صلى الله عليه وسلم فی رد ما اورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن
لی ورايت العلماء العاملين وفق علمهم
المستغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والدين تقرب اليه واكرم عليه واحب عنده
من هولاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

المشاهدة العشرون

المشاهدة الحادی والعشرون ۲۱

جو علمائے حدیث سے ہین کیونکہ بہت چیزین ہین کہ امام
اور صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ اُن کی
نفی کی ہے اور حدیثین اُن پر دلالت کرتی ہین تو اُن کا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین **مشہد آخر**
درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے
جیساکہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو انیت اوسکی
تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نورون پہر
فائق ہے اور جو وہان نماز پڑہتا ہے وہ دریائے نور مین
مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح مین
یہ برزخ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور ہوجاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے
ایک عروس جمیل تو جس مکان مین جاتا ہے ملاء اعلی کے
ہمتین منعقد اور متعلق ہوجاتے ہین اور ملائکہ کی فوجین اور
انوار کی موجین اوسکی طرف چلی آتی ہین خصوصا جب اوسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت
و حال مین ہوتا ہے اوسکی ہمت مین نظر حق پڑتی ہے
کہ علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور
قرابت اور یارون مین کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ
مین اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہمنے کملا اور
غیر کملا کی سیرتون مین **مشہد آخر** ہمنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیون پر اعتراض کیے ہین تو مجھکو
اجازت نہ دی اور ہمنے دیکھا کہ علماء عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم و
دین کرتی ہین آپکی بہت مقرب ہین اور آپکو عزیز ہین اور آپکی محبوب ہین ان صوفیون سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات السنية عند
الصوفية تبيان هذا المجمل انهما طريقتان طريقة
انتقلت الى الخلق [illegible] صلى الله عليه وسلم
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
و[illegible] النفسانية بالاذكار والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
بنشر العلم والامر بالمعروف والنهي عن المنكر و
السعي فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث انه اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فاما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم
[illegible] عليه الصلوة والسلام
[illegible] الطريقة الاولى وجعله الله
[illegible] مظهرها
[illegible]
[illegible]
[illegible] الوجه
[illegible]
[illegible]
[illegible] من وجه وبقي

اور بقا میں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات بلند میں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگوں کی
نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہو
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے میں ہے
کہ جس طرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اوسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمیں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
و بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
[illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] ان میں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی آپکو [illegible]
ہے آشیانہ یعنی [illegible] طریقہ کے افاضہ کا اور اوسکے
ظہور کے [illegible] اور آشیانہ [illegible]
میں ایک وجہ سے نہ دوسری [illegible] اعتبار کریے
اوس [illegible] طرف وجود [illegible] میں ہے [illegible]
محیط [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible] اعتبار کرے [illegible]
[illegible] واحد کی [illegible]

من وجہ فکان احد الاشیاء عدیم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الی الناسوت انتفع
السالکون بکلتی الطریقتین اهل الجذب واهل النفس
التنبه الاجمالی علیهم بسبب هذا النور فانشرحت
علیهم المعارف ولذلک نری العرفاء ینقدح
معارفهم من الکتاب والسنة واهل السلوک
باجمعهم الی هذا النور واندراجهم فیه وتقومهم
به فتدبر فان المسئلة دقیقة مشهد آخر
هل تعرف لم کان الشیخان رضی الله عنهما
افضل من علی کرم الله وجهه مع انه اول صوفی فی
واول مجذوب واول عارف فی هذه الامة ولا
تری هذه الکمالات فی غیره الا قلیلا من فضل
التطفل علی النبی صلی الله علیه وسلم تبینت
هذه المسئلة علی النبی صلی الله علیه وسلم
فاظهر لی وذلک ان الفضل الکلی علی النبی
صلی الله علیه وسلم ما یرجع الی تمام امر النبوة
کاشاعة العلم وتسخیر الناس علی الدین وما یشبهها
واما الفضل الراجع الی الولایة کالجذب والفناء
فلیس الافضل جزئیا من وجه ضعیف و
الشیخان کانا من المجردین للاول حتی انی اراهما
بمنزلة فوارة ینبع منها الماء فالعنایة المتعلقة
بالنبی صلی الله علیه وسلم ظهرت بعینها فیهما
فهما بحسب کمالهما بمنزلة العرض الذی لیس
هو الا قائما بالجوهر ومتمما التحقق فعلی کرم الله
وجهه وان کان اقرب الیه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نرہیگا ہان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفسا تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو اون پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطون رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے کیس غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اور مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا ہونے جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجردین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوسمین سے پانی نکل رہا ہی تو جو عنایت اللہ تعالے کی
نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قیم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب حسب مین نسب مین

والجبلة والفطرت المحبوبة منهما واقوی جذبا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لو يزل
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لو يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون
ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوی مثل هذا الذی اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك **مشهد**
آخر رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذی يعني مز
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعجبتني اشد عجب فلصقت صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة والتمست
كنهها وصرت منظرها ومرآتها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شا
احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم
ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هيكل البغرر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكان صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

المشهد التاسع عشر ١٩

جبلت اور فطرت محبوبہ مین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مایل ہین اور اسی باعث سے جو علما واقف ہین
معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند
گردانتے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت
کیا کنہ اُسکا اور ہوگیا مین اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدائت
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین
اور ظہور کے آخر نقاط ہین ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو ہے شوق

الی مبلغہ فتدبر فانہ سرّ دقیق **مشہد آخر**
رایت المستشفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل
الیہ بعلماء الحدیث والداخل فی عدادھم بعلم
الحدیث وحفظہ علی الناس عروۃ وثقی وحبلا
ممدودا لاینقطع فعلیک ان تکون محدثا او
متطفلا علی محدث ولاخیر فیما سوی ذٰلک فیما
اری واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر**
العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی
وھنالک حضرۃ عالیۃ شامخۃ ارتفعت ثَمّ
ھممھم ولم ترتفع ثَمّ اجسادھم وانما کانت
علی ھمۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی
وان اختلفوا فی تفاصیلھا فتدلی ھنالک فی تلک
الحضرۃ رب العالمین فغشیھم من النور ما
غشیھم واختفت ھممھم تحت شعشعان
تلک الانوار حتی لاتکاد تتمیز منھا ولا تتمایز بینھا
وان انا ضربت لحالھم تلک مثلا فلا تعجل الی الحکم
غُلو وبجل فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من
جھۃ دون جھۃ ھم بمنزلۃ الھیولی الخفیۃ
التی لا تدرک الا من احکام وآثار تنجس من ھذا
الموجود من جھۃ مسام الھیولی التی ھی ام القا
بلیات والنور الغاشی لھم الماحی ایاھم بمنزلۃ
الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وھی صل الفعلیات
فتنجس فی تلک الحضرۃ احکام وآثار متولدۃ من علوم
الملاء الاعلی وھممھم التفصیلیۃ تلطف فیھم
وارتفعت صفاوتھا معھم فمن مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہی
اونکو جو علماء حدیث ہین اور جو اونکی گنتی مین داخل ہین اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری
نہین ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہے اور وہان
ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان
اُن کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر کہ جسکی
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون
مین مختلف ہین پھر تدلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ مین رب العالمین
پس ڈہانک لیتا ہے اونکو نور مین جسقدر ڈہانک لی اور اُنکی ہمتین
چھپ جاتی ہین اُس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین
وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین اُن کے
اُس حال کے مثل بیان کرون تو دہمکا نہین اور خفا نہو مجھپر
ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین
جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود سے
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈہانکے ہوا ہے اور اُنکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہی پھر جاری ہوتی ہین اُس درگاہ عالی مین
احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہین اور اُنکی ہمتین تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہین اُنمین اور بلند ہو جاتی ہین اُنکی ہمتونکی صفائی پھر اُنکی ہمتون کے

المشاہدۃ الرابعۃ والعشرون ۲۴

المشاہدۃ الخامسۃ والعشرون ۲۵

همهم ينبجس في حظيرة القدس فيض بها النور
ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخط
وحزن وتبشبش وقبض واعراض ونزول في
اوقات او حال وتردد في القضاء ولعن لاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها و
عزيمتها وكونها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ۵ ولم يبق الاشكال اشكال رتبة
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا تفويض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له ثم فنا وبقا
ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما انسب شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة اتصف الحق بواسطة ملابسة هذه
المحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس مین پہر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہین رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہین حال حضرت القدس کے رضا غصہ رنج اور
خوشی وقبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جسنے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اہتزاز اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہین ۵ ولم یبق بالاشکال
اشکال رتبیہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہین کیا اسکو
صحیح نہین اور صلاحیت نہین مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملا اعلی کی ہمتون کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی اُن کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم اسکے لئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہان فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہان تو اوسکی روح اوسکی جسم کی نگہبانی نہین
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور مین طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجکو اسکا ایک جام سرشار بس کیا کہون کیا تھا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملا سافل کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جگہ ہے اور انکے احکام کا
محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ ہے اوس
درگاہ کی شان کی وہان حق متصف ہو بواسطہ تلبس کے اپنے
بندون سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے سے بعض امور
مین اور دونو درگاہون کی معرفت نہایت ادق ہے

واجل من ان يعالجها العقول العامية والله الموفق **مشهد آخر** انقدح لي من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من ساير الناس باب الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم وانها يقوم بها صيغ الهي يجعل جميع معانيها مناسبة لما الى جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان يكون فيه نقض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية والروحانية حيث غضا طريا لم يخلقه سر سريان الوجود في الموجودات متوجه المبدء بالارادة الحية الى تلك النشأات وفطنت انه معنى من معاني جزئية الذي بحاذ وجاذ زحل فلما حل به صبغ الهي صار هذا النقض محبة ذاتية تتوجه الى نقطة الذات فمن صدع عن النقيض والتخلي عن الكل البقاء بالله والتصرف بالحق في الخلق وطلوع الارادة الحبية من المبداء منطبق بحكم تشخصه فليس بتام انما التام من حمل هذا النقض في وعاية غضا طريا لم يدنسه حب مظهر ولو بالحق حيث يكون عنوانا للمحبة الذاتية وجسدا لروحها وشبحا لحقيقتها وحبا حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق للخلق لا لنفسهم بل بالحق في وعائه ومنها ان كل عارف تام المعرفة فانه لا ياخذ شيئا الا من نفسه و ... معنات ان يلتبس هذا الفهم على جزء موجود في ... عليه معناه فيظهر ... طبقه ... من خص شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچی اوسکو واللہ الموفق **مشہد آخر** فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھپر کُھل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک اُن مین سے یہ ہے کہ شخص سب آدمیون سے ممتاز ہے اس امر مین کہ اجزائی فلکیہ کا اسمین ظہور قوی نافذۃ الحکم ہی جسسے صیغہ ہائے الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی و روحانی اوس سے غندت سے دور ہون اور اوسکو بیکار نکردے سریان الوجود فی الموجودات کا سرّ اور توجہ مبدا کے بارادہ حبیت اون عوالم کے اور مینے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین اوس جزو مین سے جو مقابل ہی زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہی تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہی اور تصرف بحق خلقت مین اور ارادہ طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنی سے وہ پورا پورا نہین ہی پورا پورا وہ شخص ہی جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف مین بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اُن کے نفسون سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرفین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سی کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے کبھی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معلوم ہوئی یہ ہی کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوسمین موجود ہی اور اوسکے معنے اُس پر کشف ہو جائین پھر وسکو ظاہر ہو جاے جو نظاہر ہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

من خاين هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيئة مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيلوث نكتة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه عروق
ممتدة وما ساريقا واصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا انوجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لستعشاع نور الربوبية ثم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية وبتحرك الحب بازايه ويتحرك
التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير مستطير
معنى من معاني جزئه الذي يجد وجد ولستر
لما انصبغ نصبغ اليه صار التسخير ... فذ
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة ...

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہی جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اوسکی سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالےٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اُس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کے اُس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہی اور
کردیا ہی حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیئت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہی عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اُس عارف کامل کے سبب تعلق
مناسبت کے اور یہ اُس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اُس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہی اُس جزو سے جو عارف میں ہی
کہ قائم مقام ہوتا ہے اِس مراد کے واسطے اُس کی تسخیر کی تو
درمیان اُس عارف اور اُس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ما ساریقا اور اصل اُس تسخیر کی جہت سے اُس سر عالم مشترک سے جو
اُس میں ہی توجب متوجہ ہوتا ہی عارف طرف اُس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہی اُن خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہان یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہی
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دو نو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنی نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی میں سے ہے اُس جزو کی جو مقابل ہی اُس کے جسو قت رنگا جاتا ہی رنگ الٰہی سے
ہو جاتا ہی وہ جزو تسخیر جسمیں ہے مستطیر اور انمیں ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت ...

تحدیق وعنایۃ بکل شیء من طریقتہ ومذھبہ سلسلتہ
ونسبتہ وقرابتہ وکل ما یلیہ وینسب لیہ وعنایتہ
ھذہ یختلط بہا عنایۃ الحق وذلک لان نفسہ اذا
تجردت عن کدورات الجسد والصقت بالملاء الا
علی وتجلی ھنالک الحق وانما یکون التجلی بحسب استعداد
المتجلی لہ وھذہ النکتۃ ھو الذی قصدناہ فی ضرب
المثل بالھیولی والصورۃ یتلون تلک النفس بلون
الحق وتصیر کانہا تدلی من تدلیات اللہ تعالی الی
خلقہ لذلک الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار
الیہ فعند ذلک یقع توجہ نفسہ الی ھذہ الامور
معدۃ لانعطاف جناب القدس الیہ فاذا تمکن
ھذا السر فی اضلاع النفس وشعوبہ وشجونہ وجمیع
فنونہ اختلط النظر الالٰہی بکل ذلک فصار کسیرا
یستشفی بہ وانما ارید بشجون النفس وشعوبہ
ما یتوجہ الیہ النفس من غیر جمع الہمۃ بعادۃ
او ملکۃ غیر مستقرۃ وللکامل من جہۃ ھذا
السر آثار واحکام کثیرۃ وفطنت بان ھذا المعنی
من معاجزتہ الذی یجن وحل ونحل مختلط بالمشتری
حین حل بصبغ الٰہی ومنہا ان تام المعرفۃ منعم
بجمیع النعم التی انعم اللہ بہا علی السموات والارضین
والموالید وکل ما فی بین ذلک من الملائکۃ والانبیاء
والاولیاء والملوک وغیرھم وذلک ان فیہ اجزاء
کل منہا یحذو حذو شیء من الموجودات فہو
نسخۃ اجمالیۃ جامعۃ لجمیع الموجودات وکل جزء
منہ اذا تتبعنا تفصیلہ نفسہ بتلک النسخۃ

تیز نظری اور بخور اور عنایت ہوتی ہی ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اُس کے قریب ہو اور اُس سے
نسبت رکھی سب کے ساتھ اور اُس کامل معرفت کے اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ
کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اُسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے
اور وہان تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اُس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہمنے ضرب المثل مین
ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے
اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات مین سے جو واسطے
خلقت کے ہین بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس
اُسوقت اُسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ مُعِد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اُسکی طرف تو جب قرار
پذیر ہو گیا یہ امر اُسکے پہلو کی ہڈیون مین اور اُسکے شعبون اور
رگون مین اور پھٹون مین تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی اُن سب مین
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگونکو شفا ہو اور میری مراد نفس کی
رگون اور شعبون سے وہ شی ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہو از روے
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اُس کامل کے اُس سر کی جہت سے
احکام و آثار بہت ہین اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی مین سے ہے
اُس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انمین سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتین ملتی ہین جو اللہ تعالیٰ نے دین ہین سب آسمانون اور سب زمینون اور
موالید کو اور جو ان مین ہین ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اُس کامل معرفت مین اجزا ہین تمام
موجودات کے مقابل مین ہین گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اسکی ہر جزو کا ایسا کہ جب اسکی تفصیل کرین تو نکلے یہ عالم

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم والبسر كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي لا تجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد التشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحل الى ما يليها التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظر المعنى حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض على هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرًا بخطوط شعاعية ممتدة منه الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى وهو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كان لا اجد شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك انخلت الى حين الفكر ففطنت ان الذات الالهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب ظهورًا عقليًا وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشيون ظهور الواجب في كل نشاة وتدليه في كل برزخ واقتضت الذات الالهية با تصفها بهذه الظهورات عدمًا ومادة وخارجًا فاظهر فيه ما كان منطويًا في كمونه

تو جو نعمت واقع ہوگی اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سیری مسامحت اور تجوز سے نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہان یہ سر جب میسر ہوگا کہ جسوقت مجرد ہوجائیگا واسطے تشخص کلی منتشر نے جمیع مخلوقات کی اور جب پستی مین چلا جائیگا تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ ہو جائیگا اوس سے

مشہد آخر مین اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھپر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر اون خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہین اوسکے جمیع نواحی کی طرف اور سُنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین کان فی عماء یہ بُعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جو قرآن شریف مین ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا کچھ شبہ ہی نرہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین دھس گیا حیز فکر مین تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے اون استعدادات کی جو اوسمین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے ناحیت وجوب مین از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئین اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانین ظہور واجب کے ہر عالم مین اور اوس کی تدلی برزخ مین، اور اقتضا کیا ذات اللہ نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اوس مین ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پیچیدگی

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهي
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه فهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد هو هذا
الاستعداد الذي سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شيء نطق بشانه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عنه
اين ولم يكن حينئذ يصلح للجواب الا ما ظهر في الخارج

مشهد آخر

فاض علي من جناب النبي المقدس صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حيزه
الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شيء كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج المنامي فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان
من الطبع وهمزة الشيطان وربما علم علما صحيحا
ما يكون ما يتداوله الملاء الاعلى من العلوم النامية
والانزال ربانية والوقائع الآتية وخاصة الناس تابع لا
الى مداركهم واحتيال الفك عقدتها مما يناسب
تلك العلوم في تلك النشأة ومن هيأة الملاء
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح
الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهي ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لي هذه حضرة رؤية لا حضرة كلام

المشاهدة الثالثة والعشرون

اعیان ہیں اور اسما ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قایم مقام ذات الٰہی اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہماری نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس میں ارادات متجددہ
ہین اور وہ اول شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہین اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔ مشہد آخر افاضہ
ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو
روشن ہو جاتی ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس شہد کے قصہ معراج
منامی ہین تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی پھر آتی پاؤں اون
وقائع کی طرف جو اس پر گذر رہی ہین تو جان جاتا ہے جو اوس ہین
الہام حق تھا اور جو تقریب بھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی بھی
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہو جاتا ہے جو برتتے ہین ملا اعلی علوم
نامیہ سے اور آنے والی واقع سے ڈرنے کا اور لوگوں کے جھگڑنیکا
اور ونشر ال ان کی مدارک کی طرف اور ازرہ حیلہ کے واسطے
اس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب ہون علموں کے ہے
اوس عالم مین اور ہیئت ملا اعلی کی اور ان کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیا و انبیا اور ملا سافل اور جو اسکی
مانند ہون اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہین
تو مین نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات کے
او منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ روبت ہے نہ درگاہ کلام

المشاهدة التاسعة والعشرون ٢٩

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا فانقلب هذه الروية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت كيفية الانحدار الى حيز الطبع والعادة فتنفتح عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى فصار كان بين يديه خيالا يتخيل الامر الذي راه من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ والاسباب ما كان سلب عنه او نهي عنه وبين ترقيه والانحدار حالات كثيرة شاهدتها في ذلك المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس يقبح اليها لذلك فيجدها براى منه ومسمع ويتولد خيال حق يمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا ووجدت لكل مظنة توجد هنالك ولكن لم تفرغ في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة في ثاني الحال

مشهد آخر

العارف اذا كان في حيز يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بهاجس حديث من النفس وحالة الهية بامر طبيعي ويكون حادثة

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہی کہ خلقت کی طرف تدلی کری ساتھہ نزول کتاب کے تو اس مشہد کی صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہنہاتا ہے یہ رویت اوسکی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر مینے دیکھی اوسکی انحدار تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہی اوسکی چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہی چشم ملاء اعلی تو ہوجاتا ہی اوسکے روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہی طلب ملاذ و اسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہوگئی تہی یا اسکو اس سے منع کردیا تھا اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہین جو مینے مشاہدہ کئے ہین اس مشہد مین بعضے انمین سے وہ ہین جو اعلے کے قریب ہین اور بعضے وہ ہین جو اسفل کے قریب ہین پھر پیدا ہوتی ہین ان حالات سے وہ جو مین تمسے بیان کرتا ہون پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہی خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہین مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہوجاتا ہے اونکی طرف دماغ کہ تو پاتا ہی مرایا اور مسمع مین اور پیدا ہونا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھرجاتا ہی اور پیدا ہوتی ہی فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور کبھی یہ سب حیز حجاب مین ہین درمیان اوس درگاہ کے جہان حجاب نہین اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہہ کی اور مینے ہر شے کی انمین سے میزان اور مقدار کو پایا اور مینے پایا ہر ایک کا مظنہ جو ان پایا جاتا ہی لیکن مین نہین فارغ ہوا اس مشہد مین واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار ونکی اور کفایت کرتا ہون انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے اونکی احاطہ کی ثانی الحال مین مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے اس حیز مین جو قریب طبیعت ہے نہین مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہی نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ

لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهة
من الزمان ثم انه ينجذب الى حيز الحق فيصير عبد الله
فيتجلى له كل شيء فيبتهج نظره فتهتدي الى تلك الامور
المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق و
قضى فكأنه يرى رأي عين فان كان مكلما كلم
كلاما سويا وان كان مفهما القنا فهم ولقن وذلك
عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
عن الانفال فلم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم
وساق الحق الى ذات الشوكة يعني الكفر به فلما اجتمع
الركب وذات الشوكة اختلف الآراء فالهام الحق
يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب
الى الركب ثم هذا والى الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الى الحرب ايدي مبدء ذلك
ارادة الحق بهم انصرام امور طبيعية فلما انجذب
النبي صلى الله عليه وسلم الى حيز الحق كلم بحقيقة
الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الحيز الذي
تقول انه حيز الحق ما هو قلت همم الملأ الاعلى و
عظماء المؤمنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي
من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه
اي داخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية
الحق في قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشهد آخر
بينما انا متوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت الٰہیہ یا حالت طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اس میں
ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہے
عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اوس پر ہر شے پھر اوسکی نظر چمکتی ہے اٹھتی ہے طرف
اون امور مشتبہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہو جاتا ہے ارادہ
حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے
کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہے اور تعلیم کیا جاتا ہے اور یہ سب سے بڑی عبرت ہے سورہ انفال کہ سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے
اون میں اور کیونکر تقسیم کئے جائیں غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے تاکہ غیرت کئے جائیں پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت
تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر مدد آگئی وہ لوگ طرف حق کے اور
نازل ہوئی امن و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم تو تھا
کہ اسکا مبدا ارادہ اللہ کا ارادہ انکی مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھی پھر جس وقت
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر کی
ان سے کلام کی گئی اس میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو ہمتیں ملا اعلیٰ اور عظماء مومنین کے
اور انکے مطمح نظر جمع ہوئیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے
قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے
مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شامخ املاء خيالي بحيث تحيرت
من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته
حقيقة لا تتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت
الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب
الدر المنثور في قصة حزقيل من رؤيته نور
العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهد اخرى بالاجمال

المشاهد الحادية والثلثون ۳۱

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كما انبهنا
عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي
فنفح الي نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والا
ولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي
تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه
وشاهدت ان بينهما المدافعة والمراجح هو الذهاب
الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير
اختيار ثم نفح نفحة اخرى فبين ان مراد الحق
فيك ان تجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك
فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا
حتى يقال الف صديق انه زنديق واياك
ان تخالف القوم في الفروع وانه مناقض لمراد
الحق ثم كشف امر خفي ظهر لي كيفية التوفيق و
تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول
احد الثلثة وتخصيص عمومه وتطبيقه والوقوف

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال پر ہو گیا اوس کی
چمک سے متحیر رہ گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست
کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کی معرفت
پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر میں نازل ہوا
طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور میں
روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اوسکی
نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے مشاہد

اخری بالاجمال

میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار
کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہو گیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجکو
کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف
اور اسے ڈھونڈتی ہے اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور میری روح راغب ہے
طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہے اور اوسی ڈھونڈتی ہے
تو مشاہدہ کیا میں نے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو ہے ہاں اللہ کے
لطف خفی بے اختیار ظاہر ہو جاتے ہیں پھر ایک اور خوشبو آئی کہ او
ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کری وہ شے جو امت مرحومہ سے
چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچو جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے
صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نہ کہیں اور
خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہو نا اسلئے کہ
یہ مناقض ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اوس سے
ظاہر ہوئی کیفیت وتطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے
اخذ کرنے سے ایک قول کے قول ثلثہ یعنے امام اعظم اور صاحبین سے اور
کشف ہوئی تخصیص انکی عموموں کی اور انکے مقاصد کا وقوف

علی مقاصدهم والاقتصار علی ما یفهم من لفظ السنة ولیس فیه تاویل بعید ولا ضرب بعض الاحادیث بعضا ولا رفض الحدیث صحیح بقول احد من الامة وهذه الطریقة ان اتمها الله واکملها فهی الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفخ نفخة اخری فطنت فیها وصاة منه باخذ طریقة الانبیاء والتحمل لاعبائهم والتصدی لخلافتهم فی الشفقة علی الناس تعلیما وارشادا ودعاء رفاهیتهم وطلب ما یکون فیه صلاحهم ظاهرا ومعنی وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبیه علیه الصلوة والسلام

مشهد آخر توجهت الی قبور ائمة اهل البیت رضوان الله علیهم اجمعین فوجدت لهم طریقة خاصة هی اصل طرق الاولیاء وانا ابین لک تلک الطریقة وابین لک ماذا انضم معها حتی صار طریقة الاولیاء فاقول طریقتهم الالتفات الی الیاد داشت اعنی التیقظ الاجمالی الی المبداء ولو من وراء الحجب ولکن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التیقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة تیقظ بسیط والتفات الی هذا التیقظ بنوع ما فهذه طریقتهم ولما فنی جوهر النفس من الاولیاء فی هذه النقطة صار لفنائهم هیئة اخری وراء الالتفات ثم الهموا سبیلا یهتدون به الی الفناء فظهر الولایات بطولها وعرضها

مشاهد اخری استفدت من جناب النبی صلی الله علیه وسلم

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے سے اور نہ ترک کرنا ہر حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت مین سے اور یہ طریقہ اگر پورا کر دے اور کامل اللہ تعالیٰ تو کبریت الاحمر اور اکسیر اعظم ہے پہر ایک خوشبو آئی اور اوسمین مینے دریافت کیا وصیت کو اوسکی واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا اُن کی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگون پہ شفقت کرنا از رے تعلیم و ارشاد کے اونکی دعا رفاہیت کرنے اور صلاح اُن کی واسطے طلب کرنے ظاہر او باطن اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشی سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ طریقہ اور تمسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہانتک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبدا کی طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے اُن کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیا سے اِس نقطہ مین تو اُن کی فنا کی اور ہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پہر اُن کو ایسے رستے الہام ہوئے جنسے ہدایت پائین طرف فنا کے پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوا مین کاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان کل من حصل منه قصده فی نقض العلاقات
الحبیة من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفی
عداوة الغیر والسوی کما قال سیدنا ابراهیم
علیه السلام انهم عدو لی الا رب العالمین والا
كباب علی الهیمان به تحققا لا معرفة فقط فان
مغرور کا ئنا من کان سواء منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبیعة والاستغراق فی مشاهدة
سریان الوحدة فی الکثرة بحیث یصیر محبا لکل شیء
لما فیه من سریان محبوبه او غیر ذلك من الموانع
واستفدت منه صلی الله علیه وسلم ثلثة امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل الیه
اشد میل فصارت هذه الاستفادة من براهین
الحق تعالی علی ان هذا الوصاة بترك الالتفات الی
التسبب فانی کلما انحدرت الی الطبیعة غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ویجول فکری فی تمهید الاسباب التی یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی الله
علیه وسلم وبالملاء الاعلی جردت عن هذه الرذیلة
واخذ منی العهود والمواثیق ان لا اتسبب حتی
صارت مناقضة هذا الذات محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور او نسیم الطیب والحرور واکثر ما فی من
الامور لا مناقضة فیها بل هی علی سنن الصواب
بحمد الله ثم لطبیعة مسلمة للالهام ولکن
بقی علی شیء من مناقضة فی هذا الامر لسر عجیب
ثانیها الوصاة بتقید بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصد ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات حبیہ اور
اثبات محبت حق تعالی مین اور اوسکے غیر وسوا کی عداوت مین
جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب
العالمین اور منہ کے بل گرنے مین اس کی سرگشتگی عشق مین
از روی تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغروری ہے مین کوئی ہو
برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو
دوست رکھے اسلئے کہ اوسکے محبوب کا اس مین سریان ہے
یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور استفادہ
کئے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف
جدہر میری طبیعت بہت مایل تہی تو یہ استفادی ہوگئی میرے
واسطے برہان حق تعالی کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجھپر عقل معاش غلبہ کرتی تہی مین دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلی سے اس رذیلت سے مجرد اور آزاد ہوگیا
اور مجھسے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چھوڑ دون تسبب کو یہان تک
کہ تناقض ہوا ان دونون امرون مین محسوس بمنزلہ ظلمت اور نور کے
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھمین جو امر تھے ان مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تہی ایک شے مجھپر
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا اخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد
وتأنف منه رأسا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف
نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها وقد فطنت بحمد الله
سر هذه الجبلة وهذه الوصاة وما ينها الوصاة تفضيل
الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكرتي اذا تركنا
وانفسهما فضلنا عليا كرم الله وجهه واحبتاه اشد
محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهى
وهيهات هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية
هي التي اوقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والثلثون ٣٤

مشهد آخر رأيت
وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى
الاقاليم ويبهر اهلها فقطنت ان القطبية اعني الارشاد
انما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب
ولا يغلب وان من شيء الا يأتي عليه ولا يوقف فتدبر

المشاهدة الخامسة والثلثون ٣٥

مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رأيت فيه همم الملأ الاعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس
بالبدن ورأيته محشوا بهممهم وارواحهم
كالورد يكون محشوا بماء الورد والقطن بتخلل
الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس الى هذا
البيت لانتياط هممهم بحضرة من الملأ الاعلى والسافل

المشاهدة السادسة والثلثون ٣٦

مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على ما هو
فاعل بي وما يخل لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني
العصمة من المواخذة دنيا وآخرة فكل ما تجري
علي من الشدائد فانما هي من مقتضيات الطبيعة
لا من باب المواخذة فمن علي بهذا واخبرني

کہ مین نہ نکلون انسے اور موافقت کرون تا مقدور اور میری جبلت سرشت
انکار کرتی تہی تقلید کا اور اُس سے انکار کرتی تہی لیکن ایک شی طلب کی گئی تہی
مجہسے واسطے عبادت کے موافق اُسکے بخلاف میری نفس کے اور یہان ایک نکتہ ہے
کہ مینے اُسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجکو دریافت ہوگیا اس جبلت اور اس وصیت کا
سر اور میلان امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ
میری طبیعت اور فکرت جب چہوڑی جاتی تہی تو تفضیل کرتے تہی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور اُنسے بہت محبت رکہتے تہی لیکن ایک ہی
ایک شی مجہسے تعبد کراتی تہی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہہ مناقضے
مجہسے اگر نہوتی شدت جامعیت کے جسنے مجکو اسمین ڈالا

٣٤ **مشہد آخر** مینے دیکہا جسوقت مین طواف کر رہا تہا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ
اُسنے ڈہانک لیا شہرونکو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے
دریافت کیا کہ قطبیت یعنے ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ
سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہیں اور سبکو روشن کرتا ہے اور آپ روشن
نہیں کیا جاتا اور ہر شی اس پاس آتی ہی اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر

مشہد آخر اس بیت عتیق یعنے کعبہ شریف کو اور اس بناے بلند کو
مینے دیکہا کہ اسمین ہمتین ملأ اعلے کے اور ملأ سافل کے ملصق ہین اس سے
اور اس سے ایسے متعلق ہین جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکہا اسکو بہرا ہوا
انکی ہمتوں اور ارواحونکی ارواحونسے جیسے پہول مین گلاب کے عرق گلاب اور
روئی مین ہوا اور مینے دیکہا برانگیختہ ہونا لوگونکے دواعی کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتونکے ساتھ اُس درگاہ کے جسمین ملأ اعلے اور
ملأ سافل

مشہد آخر اطلاع دی مجکو اللہ سبحانہ نے اوپر
اوس شے کے جو وہ مجہسے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجکو
نعمتین ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجکو عصمت دنیا و آخرت کی
مواخذہ سے پس جو سختیان کہ مجہپر گذرین وہ مقتضیات طبیعت سے
تہین نہ مواخذہ کی وجہ سے مجہپر احسان کیا اور خبر دی مجکو

بانہ شیء قل ما سمح بہ لاولیا یہ واعطانی بہ رالعیش وجعلی لی من کل سعادۃ نصیبا معنداً بہ وکسانی خلعۃ الخلافۃ الباطنۃ فظہر ہذا السر دفعۃ وبہر عقلی ثم انفسر علی بعد فہمت الامر علی ما ہو علیہ

تحقیق شریف

قد یکشف علی العارف ما سیأتی من نعم اللہ سبحانہ واھل اللہ علی طبقتین فی کشف ہذہ الامور فاصحاب الکشف الالٰہی یرون تلک الواقعۃ فی مرآۃ الحق اعنی یرون نظر الحق بہذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء الاعلی بایجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا ولیس نظرہم منصرف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ کما یخبر عنہا اصحاب الکشف الکونی وربما انکشف لہم خزاین تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعہا کما قال عز من قائل وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبہر الحواس الظاہرۃ والباطنۃ التی ہی اجزاء بہیمیۃ منہ فی بعض الاحیان ما یتشعشع علیہ من انوار الخزائن والمنابع ولا یدری ہذا المقدار الذی ینزلہ وہذہ حضرۃ عجیبۃ ینبغی ان یحتاط فیہا لا یختلط بتلک الحضرۃ رویۃ وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر عظیما لمعنی فی المرآۃ فیخبر بکبر ہذا المقدار النازل وعظمہ فیکذب وہذہ المظان قولہ تبارک وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایکدفعہ ہے اور متحیر ہو گیا مین پہر ظاہر ہوا مجہپر اسکے بعد تو سمجھ گیا مین جو تھا

تحقیق شریف

کبہی عارف پر کشف ہوتی ہین وہ امور جو آنے والے ہین خدا تعالیٰ کی نعمتون مین سے اور اہل اللہ کے دو گروہ ہین اِن امور کے کشف مین تو اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہین اوس واقعہ کو مرآت حق مین یعنے دیکھتے ہین حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہین اُس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملاء اعلیٰ مین ساتھ ایجاد کذا وکذا اور تقریب کذا وکذا کی اور اُن کی نظر نہین پھرتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہین دیسکتی تفصیلون کے اِس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہین صاحب کشف کونی اور کبھی اُن کو منکشف ہوتی ہین خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے - وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر ہوجاتے ہین حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو اجزائے بہیمیہ ہین بعضی اوقات جب چمکتے ہین انوار خزاین اور چشمون کے اور نہین دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اس مین تا مخلوط نہوجائے یہ درگاہ رویت وتفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پہر جھوٹا ٹھیرے اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک وتعالیٰ کے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة مثل
رؤيا وهاتف من عين معرفة الخزائن والمبادي
فاذا كانوا ممن لا يحتاج الى تعبير لموافقة تصوير
خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي فجسد
ارضي جسم او جسماني كان الامر على ما رأ وامر غير
تفاوت والا احتاج الى التعبير وكان الوقوف على
حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد **ايضا**
تحقيق شريف للامة المرحومة اسوة
حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود واعلاء
ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود و
جباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها
وفصل الاقضية والنظر في اليتامى والاوقاف
المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة
الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب
الحديث وللاصحاب الخلافة الباطنية اعني المعتنين
بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والآمرين بالمعروف
والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة
الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء
الاسلام او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين
يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق
الاحسان والمرغبون في التنسك والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہیں اوس واقعہ پر مانند خواب یا
ہاتف کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے
جو تعبیر کے حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے
تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنی مثالی کے
جسد ارضی میں جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا
اونہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے
تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوسوقت بہت دشوار
ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے **تحقیق**
شریف امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو جو حدیں جاری
کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور حدود ولایت نگہ رکھتے اور
ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا
اور اوسکو اوسکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے
اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کی اوقاف اور رستوں کی
حفاظت اور مسجدوں کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے
مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اوسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طرق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اوسکی تفصیل کتب
حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم
کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف نہی
عن المنکر کرتے ہیں اور جنکے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی
ہو یا تو ساتھ مجادلے کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے
واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قایم کرتے ہیں
نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق حاصل
کرنیکی اور ترغیب کرتے ہیں عبادت اور زہد کے ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاطراف والقبايل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرايع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامر الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنة فرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم وتزاحم دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي يسع ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر رسل الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرمادیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہمارے واسطے ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر بہیجنا داعیون اور نایبونکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہیجتے تہے اطراف مین اور قبایل مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور اسکے رسول پر اور اون کو احکام شرع پہونچائین چنانچہ آپنے بہیجا ابو موسے رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور اون کو کچہ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر مین سے پس اونکا یہہ کام تہا کہ لوگون کو اسلام کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضے الے المنازعت نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ توچاہئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکہدیا جائے ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اور اسکے سوا جو اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

× م اشباہ و نظائر مین اور مسند لیتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

والرسل تؤخذ من بعث النبي صلى الله عليه ايّاهم الى قبائلهم قبل الهجرة فتدبر

مشهد آخر وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتأملت في هذا الوجدان ففطنت بانه شيء يجده العارف وسرّه حلول اسرار الحضرات الالهية المنعقدة في الملأ الاعلى بروحه ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجلية اوّلاً والمنقسمة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبى واسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق لجسب صدور تلك الآثار منه جبلة تجبّله وطبيعة ودينا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلأ منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان واصله

المشاهدة السابعة والثلثون ۳۷

مشهد آخر رأيت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية فنسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة تجلب نفعا او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث العزيمة فيحصل الحزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

المشاهدة الثامنة والثلثون ۳۸

اور ایلچیوں کے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو

مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر یہ ہے کہ اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملأ اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جلیہ میں اولاً اور منقسم ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روئے سرشت و جبلت اور طبیعت اور دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول اُن حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اُسکے رعب میں نہ آجاوے اور اُسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آوے اور ظاہر ہوتا ہے اوسکے جلالت چہرہ سے اوسکی ذات کا کرم اور اُسکی فراست و ہمت میں برکتیں پس یہ سر اس وجدان کا اور اسکی اصل

مشہد آخر میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہی جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس طرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اُس قوت میں اوسکو ڈال دیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اوسی طرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتے ہے خلاصہ اُس صورت

المطلوبة فتحملها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معنى صدور
النفس جارحة من جوارح الحق في البرازخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يريد على الله
هذا العارف بجهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاءً بايجادها على نحو آخر فيوجد حسب
الهمة وذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة مرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر
اقتضاءً متأكدا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتأكد
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كون هذا الاقتضاء ولم ير دونه حافظا انه
نقض المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اٹھالیجاتی ہے ساتھ معرفت اپنے رب کے
اوس درگاہ مین پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال مین صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت مین اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہی
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال مین تو مینے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہہ سے جو ہمنے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور وہ معنی ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہوجاوے حق کی جوارح سے
برزخ مین **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح
اور اس طرح اور اوسمین تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک وہ
قضا منقلب ہوجاتی ہے ایجاد مین دوسری طرح پر اور پاتا ہی
اوسکو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان مین ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب مین سے اور جیساکہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس مین جو اشکال ہے
وہ مخفی نہین ہے اور حق میرے نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہون
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضے ہوتے ہین اس امر کے
از روئے اقتضائی متاکد کے اور بیشک ہر اقتضا مین ایک شے واحد ہے
اوسکی نقیض کا احتمال اوسمین نہین ہے اور بیشک اوسمین صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
مروزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہین دیکھا پس گمان کرتا ہے کہ
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت بہت ہوجاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضاء فعند مزاحمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا عما كان عليه ويبسط امرا مما كان عليه فيظهر المراد والثانی ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة فی عالم المثال من اجزاء القوی الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الی الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنی انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فتهدمه الصورة المخلوقة فی عالم المثال ربما يمحوها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذی يسمی ردا للقضاء فی قوله صلی الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فينكشف علی العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فيمحی له عن مقتضی طبيعته والله تعالی اعلم

تحقيق شريف ايضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعدا ثم لا يظهر الامر علی ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هذا علی كثير من الناس وتكلم المشايخ فی دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد حسن فيرغب فيه وينتظره ثم لا يوفی بالوعد فيترقی من حب النعمة الی حب المنعم ومن حب الافعال الی حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس نقيصة تجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

معدہ ہین سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے ان اسباب کے اوس وقت اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس واقعہ کی عالم مثال مین اجزائے جسمانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہین نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ نے عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ لا یرد القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم سے پھر مصادم ہوتی اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے مقتضے سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہین ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگون پر اس اشکال کے دفع کرنے مین مشایخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اس بندہ پر ہوتا ہی کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوسکا انتظار کرتا ہی پھر وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کر کے منعم کے محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نکرنا نقص نہین ہے واجب ہے اللہ تعالے کے تنزیہ مطلق

۴ اجزائے قوائے روحانیہ سے یعنی اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے ×

بل ربما یکون ضمناً و غمّاً و ورادتدلیساً فیکون من باب النقیصة والله منزه عن هذا القسم و ربما یکون لطفاً بالعبد و سبباً لترقیه و تقریباً له فیکون من صفات الکمال ولهذا نظائر منها تقدیم کلمة او تاخیرها من محلها الضرورة رعایة الفاصلة و کذلک التکلم بالمجاز لضرورة فقد کلمة مثلها من الحقیقة فی العذوبة و مثل ذلک فان اخذناه بمعنی الاضطرار و عدم القدرة کان نقیصة و ان اخذناه بمعنی نزول القرآن علی لغة قریش و کان من لغتهم التقدیم والتاخیر لرعایة الفاصلة والتجوز لعذوبة ما نزل و فق لغتهم من غیر اضطرار له الی ذلک ولکن لطفاً بهم لیکون الکتاب بلغتهم التی یعرفونها فیتدبروه حق تدبره کان من صفات الکمال فهذا اقولهم و هذا توجیهه و تحریره لکنا نقول هذا وجدان حق انکشف لهم ثم رجعوا بعد ذلک الی رویتهم فاستقبلهم علومهم التی خزنتها صدورهم فنحت منها تاویل وجدانهم و نزل الطمینان قلوبهم بالوجدان اطمینانا بهذا التاویل المنحوت من حیث لا یشعرون و کثیراً ما یتفق ذلک و هذا بعینه نظیر مسئلتنا هذه فکما ان الوعد حق والموعود قد لا یظهر کذلک التعلیم حق و فیه تاویل منحوت فقد برز الحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلی الحقائق للعبد علی ما هی علیه لما انسدل بینه و بین حالة التجلی الصراح حجاب و ضاق بینه و بینها المجال الاقدس

بلکہ بسا اوقات وہ غم و فکر کرنا تجل و غرور اور تدلیس ہوتا ہی تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت ہوئے کمال کے اور اسکے واسطے نظیرین ہین اور نظیر و نمین سے ہے تقدیم کلمہ کے یا تاخیر اوسکے اوسکے محل سے واسطے ضرورت رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت نہونے کلمہ کے مثل اوسکے حقیقت مین عذوبت مین یا مانند اسکے تو اگر ہم اسکو اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ جانین کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے لغت مین تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ اونکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ اون پر لطف کرکے کہ کتاب اونکے لغت مین ہے جسے وہ جانتے ہین تو وہ اسمین تدبر کرین جسقدر تدبر چاہئے تو صفات کمال سے ہے بس ہے یہ قول اونکا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اوسکی لیکن ہم کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا اونکو پھر رجوع ہوئے وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے اونکے وہ علوم جنکا خزانہ سینہ مین اونکے کھل گئے اونسے تاویل اونکے وجدان کے اور اونکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان سے اس تاویل تراشی ہوئی سے اوس جائے سے کہ اونکو خبر نہین اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم حق ہے اور اوسمین تاویل تراشیدہ ہے فقد برا اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقایق کی واسطے بندہ کے علے ما ہی علیہ جب کہ چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کی حجاب اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى الدراكة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقترنين
بتحريك العضلات ان يقضى بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ذا وى العناصر والمواليد حتى يفضى
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسرى الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدرى ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام و مسبحہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب و الہام اور
خاطر و ہاتف حسب خلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ اُن دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملأ اعلے سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اُس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جائے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اُسکے مانند اور اُس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب وہ
دونو اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین وہ قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقترنین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال مین
دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہین پہنچتا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک مین خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اُسکے
ہوگیا ہے ٹھکانا عناصر و موالید کا تا کہ اضافہ ہو اُسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اُس سے طرف اُسکے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور
صفاہمت کو اور دیکھے اُس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جائے
رنگ ات اور مرئی کا آنکھہ مین اور قاصر ہوا اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اس سید کی جامع ان احکام مانع ہے اوسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوسمین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطاب ساتھ ان سببونکے

ما ذكرنا وما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرحه
شرحا من حيث لا يدري وكانها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفى به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
منحوتة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولم يعبر حق التعبير واما يخلط تلوث الصدق
ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لتبحرهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة هي مرقى على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کئے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
اُن دو باتون سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور محول
ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل پس مبادرت کرین اُسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کرین اوس حیثیت سے کہ دریافت نہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہین انکشاف اجمالی کے سوتے مین اور
وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہین
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہین خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم مین ہوا اور کسی قالب مین
ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اوس شے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیئے تھی اور یا مخلوط
ہو گئی اوسے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دو تو وجہین عارض
رکھتی ہین متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہین مگر یون کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہے لیکن اُن پر اپنی
تبحر کی سبب احکام عالم مین امر چھپا نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق و تمثیل

جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہی نردبان ہے علوتون صدور خلایق کا

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها ويستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شئ مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك وجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تينك القبيلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا الیس ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الآحاد والعشرات والمأت والالوف نو جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرضه بعقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک محل علت جہان سے وہ صادر ہوتا ہی اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضے ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے مستلزم ہونیکو اوس ارادی کو اس امر مین کسی کو شک نہین اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہی لیکن وہ ارادہ واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہی وجوب اوسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہی وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہی یہ ستر اکثر لوگون پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اوسکی کے اور اوسکے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ کرتا ہے اِس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب کے اوس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہی اور استعدادون تاثیریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی مستلزم ہونے کی اور فراخی اِن دونو استعدادون تاثیریہ کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہی زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہے کہ محاسب کے جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پہر نکلا اس سے ایک و ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئی تین غرض اور جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوئے مراتب

فی انفسها مخصوصة بالاضافة الی الواحد فانها
یشتق من دون غیرہ ومتمیز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور
هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة
بظهور کمال الحاسب ومنشأ تعین تلك المراتب
بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لا یزید و
لا ینقص هی الطبیعة العددیة المحفوظة قبل الارادة
کأن الارادة حکایة لطبیعتها ومنصة لظهور
احکامها فنسبة الجعل والایجاد الی الماهیات
کنسبة تأثیر الحاسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم یکن ونسبة الماهیات
ولوازمها الی مفیضها قبل الجعل کنسبة مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضها علی بعض
ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبیعة
العددیة فقط وهذا معنی قولهم الماهیات
غیر مجعولة والجعل والایجاد هو الظهور والفیض
المقدس وارتباط الماهیات بمفیضها کارتباط
المراتب العددیة بالواحد وتعینها بخواصها
کتعین تلك المراتب بخواصها فرضاً قبل ان تتعین
وجوداً وهو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الی ما لا یتناهی کامنة فی الواحد من جهة
الفرض ومستقدیر لا من جهة التقرر بالفعل
فکذلك للطبیعة الکلیة بما فی حدها من ارکان
وموالید سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود مخصوص نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوئی ہین اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور متمیز ہین بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُس وقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب کے
اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب و انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اوسکے طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکے صورتون کی
بعد اسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولۃ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف لاتناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض سے
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز مین ہے ارکان
و موالید سے سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے ؛

معلومة الخواص والمراتب كما قال عز من قائل حكاية عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منقسمة الى الانواع انقسام حاصل لا يزيد ولا ينقص ولا يمكن ذلك ابدا ثم تنقسم تلك الانواع الى الافراد بضروبها في الاتصالات الفلكية والارضية وملاحظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة في حقيقة الحقائق وابسط الاشياء من جهة الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات منها حظيرة القدس وغيرها

مشهد اخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت الصالح حقيقته يتفطن النفس الناطقة باعمال واخلاق التي هي فيما بينه وبين الله ا وبينه

معلوم الخواص والمراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ از رو حکایت ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منقسم ہے طرف انواع کے انقسام حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو ابدتک پھر منقسم ہوتی ہین وہ نوعین طرف افراد کے جب انکو ضرب کرین اتصالات فلکیہ و ارضیہ مین اور ملاحظہ کرین وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق مین اور ابسط اشیا مین جہت فرض و امکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اسمین ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان و عناصر پھر حاصل ہوا امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال مین تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ مین پھر نازل ہوئی مدارک مقیدہ تو ہوگئے حضرات انمین ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ

مشہد آخر اخلاق انسان مین سے ایک خلق ہے اسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہہ ہے کہ وہ متیقظ ہے ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اسمین اور اللہ تعالیٰ مین ہین یہ وہ ؛ ؛

وبين سائر الناس واهتدائها لنظام صالح فيها
يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرًا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح
فيها تفقيهًا مفاضًا من حضرة الرحمة من غير فكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز من
قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا
وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته رحمة
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتشبح هنالك
هذا السر الاجمالي بصورة يفانه باحكام تلك
الرحمة فيسري عنه وقد وعى علما يريد الى حيز
الفكر والروية فيتكلم به كما وعى وهذه حقيقة

اعمال واخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی ہین اور اونکا ہدایت
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو اپنی بندہ سے
تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے اُن اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالیٰ کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
واخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان ہین کہ مستوجب ایجاد مشافہ کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لایق جو اونکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ
جذب کری حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کی گیونگی اور احاطہ کرلی اُن دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اُس کامل کی جسکی یہ صفت ہو
وہ رحمت اُس سے مل جائے اور اوسکو ڈہانک لے تو اوسمین منطبع ہو جائے یہ سر مراد
اور قالب ہو جائے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام ان لوگون کے
پس سریت کری اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پہر وارد ہو حیز فکر
اور رویت مین پہر کلام کری جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا ہے اور یہ ہی حقیقت

نزول الشرایع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع من هذا المحتاج
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خويصة نفسه
ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا فى جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما يناسب به خويصة نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الامة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو
كان بعدى نبى لكان عمر هذا وقد آتانى ربى
من هذا الباب نصيبا ففهمنى مشارب الناس
فى قربتهم من ربهم من تلك الحضرة ان
الانسان لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف فقدها ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور علاجية
وهيئات نفسانية تعيد اليه ما فقد ويجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجات فى
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
فى تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیون پر ازروے وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
ازروے کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے او سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اوس
کامل کی طرف اس کی فطرت اس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور
خلق حکمت اللہ تعالے کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
امور مین تو وہ فایز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے ان مین سے
جنہون نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ انہین سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھا اون کے خواص نفس کو کہ پہچانین اکثر
چیزین امت کے حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اس مین حصہ پس سمجھائے مجھے لوگونکے
مشرب اللہ کے قرب مین اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات بھی ہے
کہ انسان نہین قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اوس کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہے تجربہ کرے اسکو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس جہت سے ازروے علم کے اور یہانتک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے مین اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت مین
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رائي عين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يندفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيئات بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء بخير الدنيا والآخرة والتعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الله بالدعاء والتعوذ اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تأخذ هذه العلوم ظهريا

مشهد آخر اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح بما هى ما يموت الانسان بانفكاكه عن الابدان وما به الحس

المشاهدة الاربعون

تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اُسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت بدنی اور نفسانی پر پھر لاتی ہے اُس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اُسکے اور اعمال و اخلاق اُسکے سوا کے اور مصایب زمانی کے اوسکے ساتھ مین نہین سب اللہ کے ہاتھ مین جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے سے جو اُسپر وارد ہوا اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنے مضطر ہوکر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اُسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت مین اُس چیز مین جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے اور اُسکے قلب مین ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس تجھے یہ لازم سمجھ ہے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نکیجو

مشهد آخر اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اُسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اُسی سے حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المتشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق ولكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور **تحقيق** قال
النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة ولا سيما
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما
وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السباق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شئ من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطایف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائی ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پھر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت مین اور اوسی سے لیا گیا ہے
میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیہ کا
یعنی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض متشخصہ سے جو قوائے افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر متشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامیہ
ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پھر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی الخ
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور بالخصوص ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقا اور بیشمار موقعوں مین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکی سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین کہتا ہون کہ وہ ایک دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب کے
بلکہ جب بھیجا اللہ تعالی نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطفا و رحمت کیواسطے

فلا يخلو حال العباد من امرين اما ان يطيعوه فيصير ذلك في حقهم افاضة بركات عليهم او يعصوه فينقلب ذلك اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفي كل من الحالين يلهم اليه الهام نفث في الروع ان يدعو لهم او عليهم فتلك دعوة واحدة لكل نبي ناشية من اللطف الذي منه كانت بعثته واما نبينا صلى الله عليه وسلم فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد في بعثته اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد مع ذلك ان يكون معه الرحمة عامة يوم المعاد وقد ذكرنا انه صلى الله عليه وسلم شهيد في الآخرة والشهادة من خواصه فنفث في روعه عليه الصلوة والسلام ان يختبئ تلك الدعوة التي انما تنشأ من اللطف الذي هو منشاء النبوة ليوم المعاد فتدبر في هذا السر حق التدبر

مشهد آخر وتحقيقات

فاض على قلبي علوم الخلق والايجاد عموما والخلق في النشاة الخيالية خصوصا وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين في نفس الامر لكن بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها الا جزم بان هذا هكذا ويكون الآخر في حضرة وليس فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك من هذه العلوم ما يتيسر بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة وافاضة صورة متناسبة على هذه الاجزاء حتى تصير شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هو من العناصر فتجتمع اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة العنصرية في الكيفيات والكميات وسائر الاعراض فيصير المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور

تو بندون کا حال دو امر سے خالی نہین یا اوس نبی کے مطیع ہوئے تو یہ اونکے حق مین افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اور مطیع نہین ہوئے تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہوگیا اُن پر اور دونو صورتون مین الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب مین اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو یہ دعا واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اللہ کے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے واسطے اُسے بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہین ارادہ کیا اُن کے بھیجے مین فقط دنیا مین رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین آخرت مین اور شہادت آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب مین الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوا میرے دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ مین خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اوسمین نہو مگر یہ یقین کہ یہ امر یون ہین ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ مین اور اوسمین نہو مگر یہ کہ یہ امر یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین تسے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع اجزا مختلفہ کا ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہین اجزا عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو وہ صورت جو مناسب عنصر کے ہے کیفیت اور کمیت مین اور سب عرضون مین تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

المشاهدة الحادية والاربعون ۴۱

الخيالية فيجتمع خيالات كانت متشتتة فى الخيال او تكون
فيه من انحلال الصور الواقعة فى الخيال من خارج
فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية فى
التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق فى
اى نشأة كان فانه لا يدخل فى تلك النشأة شئ من
خارج تلك النشأة لان ذلك محال لا يقبله العقل
ضرورة نعم نشأة تعد لنشأة اخرى وموجود فى نشأة
يعد الموجود فى نشأة اخرى وذلك لانتظامهما جميعا
فى الطبيعة الكلية وسريانها فى النشآت على السوا
فينبغى ان تجرد نظرك الى النشأة الخيالية فهنالك
بناء وهدم واحياء واماتة وتقريبات والله هنالك
كل يوم فى شان فربما تتعلق الارادة الالهية بتكوين
شخص خيالى فيبعث له تقريب ويجمع له اجزاء خيالية
ومن عجيب الاسرار خلق النسب بعد ما لم يكن ويكون
الرجل شريفا فى نفس الامر ويكون لبس بشريف فى
نفس الامر فى زمان واحد وذلك انه ربما لم يكن الرجل
شريفا فى الاصل ولكنه ولد فى زمان تقتضى الاتصالات
الفلكية يومئذ نباهة نسب وارى ان ذلك بنوع امتزاج
زحل مع الشمس والمشترى بحيث يكون الزحل مرآة
ونور الشمس والمشترى منعكسا فيه فحينئذ يكون
والله اعلم فى هذا المولود براعة النسب والنباهة
من اجله ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ فى صورة
المفاضة حكم هذا الاتصال كما يحفظ فى المولودات
اشكال الوالدين وتخاطيطهما وهذا الرجل ليس له
شرف موروث فيقضى اولا فى الملاء الاعلى بصيرورة

تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین یا تنک
تھے خیال مین حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے
خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صوَر
خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ
ایک وجہہ سے اور ہر خلق کسی عالم مین ہو اس عالم کے خارج سے اوس
عالم مین داخل نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل
قبول نہین کرتی ضرور ہان یہ بات ہے کہ ایک عالم مُعد ہے واسطے دوسرے
عالم کے اور موجود ہے ایک عالم مین کہ مُعد ہو واسطے موجود دوسرے
عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ مین
اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم مین برابر پس چاہیئے کہ
تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ مین کہ وہان بناتا ہے اور بگاڑتا ہے
اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے [illegible] کہ وہان
کل یوم ہو فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے
تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے
تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہین اور عجائب
اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد
اصل مین شریف اور شریف نہین ہوتا نفس الامر مین ایک زمانہ مین اور یہ امر
اسلیئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل مین شریف نہین ہوتا لیکن
وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ مین کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہین اوسکی بزرگی
نسب کے اور میری رائے مین یہ ایک نوع امتزاج ہی زحل کا شمس سے اور
مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآت ہو اور نور شمس و مشتری کا
اوسمین منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہی اس مولود مین بزرگی
نسب و نباہت کے اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ
ہو اوسکی صورت مفاضہ مین حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے مولودین مین شکل والدین کی اور
نشان والدین کے اور اس مرد مین شرف موروث نہین ہے تو حکم کیا جاتا ہی پہلے ملاء اعلی مین اوسکے

شریفا ثم لایزال فیهم نمو هذه اللمعة کما یربی الانسان
ولده فینمو حتی یترشح منه العجائب الی الملاء السافل
ومنه هم الاقویاء من بنی آدم غیر الکمل فاذا بلغ الانسان
اشده وجاء اتصال یستدعی ظهور نسبة بناهة امر
فحینئذ یتنزل هذا الشخص الارض فیخرج من حفظ الناس
او من بین بطون الاوراق وجه یدل علی کونه شریفا
وان کان خاملا فی نفس الامر ولکن یقع هنالک شبهة
فتتوارد لها خیالات بنی آدم فیجتمعون علی تسمیته شریفا
وتعظیمه من جهة الشرافة واذا کان هذا الانسان من
اهل الصلاح فیری کثیرا فی بعض مناماته انه شریف
فتطمئن نفسه بذلک وکل من حفظ الامر الاول وذکر
انه لیس بشریف لم یقبل منه قوله بل احاط به انکار
الملاء السافل وکان کالذی یسب الشریف بانه لیس
بشریف وهذا کله فی الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبیة ولکل نباهة نسبیة فی الخارج
نسب تستند الیها اما الی امام فی الدین او ملک فی الدنیا
فیتعین هذا الاسناد بحکم الوقت ویصیر الامر کانه
غیر مؤتنف وقس علیه ما انه الشرف فیبعث الله
تقریبات عجیبة ینسون لها شرف هذا الانسان ویفقد
من نفسه لون النباهة النسبیة ویجتمع الناس علی انه
لیس بشریف ویکتب ذلک فی الملاء السافل وکل
من قال انه شریف ینکر هذا کالذی ینسب غیر الشریف
الی الشرف ولیس مقصودنا انه اجتمع النقیضان
من قبل انه شریف من وجه لیس بشریف من وجه
اذ لیس هذا من التناقض فی شیء بل هنالک حصر

پھر اسمین بیشک یہ معنے بڑہتے جاتے ہین جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اوس سے ترشح ہوتی ہین الہام
طرف ملأ سافل کے اور انہین عجایب سے ہین ہے تو یا بنی ادم کے سوا
کاملین کے تو جسوقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسبت اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ شخص
زمین مین تو نکلتے ہی حفاظت سے لوگونکے یا بطون اوراق سے ایسی
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ خامل نفس الامر مین ہو
لیکن واقع ہوتی ہے وہان شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہین اور اسپر جمع ہو جاتے ہین کہ اوسکو شریف کہین اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کرین اور جسوقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح مین سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہین ہے اسکے قول کا اعتبار نہین ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور ہوتا ہے ایسا جیسے شریف نہین ہے اور یہ سب باتین خارج
مین ایک کالبد ہین اور تمثال ہین واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ کون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج مین نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہہ کہ امام ہو دین مین یا بادشاہ ہو دنیا مین پس متعین
ہوتی ہے یہ اسناد بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی
نہین اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیختہ کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہین اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہین
کہ وہ شریف نہین اور لکھے جاتے ہین یہ بات ملأ سافل مین اور جو کوئی اوسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہین اس سے گویا اوسنے غیر شریف کو شرف کیطرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہین کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہین ہے اسلیے کہ یہ تناقض فی الشئی نہین ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه ليس بشريف من كل وجه فالخبرين مطابق في تلك الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الحجاج خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيفيض لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه ليس هنالك امتداد ويختل المقاييس فلا يقدر الانسان ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة تاثير وهم الانسان في ذلوق جله من جذع بين جدارين ولم يكن لتزلق لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا في هذه الساعة والله اعلم

مشهد اخر

افيض على اسرار من المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد سر الباس اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمتين احدهما ان بين النفس اعني التي بها الحس والحيوة في الانسان ويخرج بها يموت وبين البدن امتزاجا اكيدا لاسيما في لكز بني آدم ممن يتبادر الى فهمه ان الروح صفة للبدن وانها حيوة وانها في البدن كالنار في الفحم ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے شریف نہیں واسطے دو نو خبروں کے مطابق ہے اون درگاہوں میں اور یہی [illegible] ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمان کا جسوقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملا اعلی میں تو افاضہ ہوگا اوسکا لون عالم ناسوت میں پس اونکے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور وہان امتداد نہوگا اور قیاسون میں خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہیں ہوگا کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فاضہ ہوا ہے ملا اعلی سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اوسکے پاؤنکے اوس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیوار ونکے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکہا ہوتا تو ہرگز لغزش نہوتی اوسکے پاؤنکو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام اونکو احاطہ نہیں کرسکتا اسوقت واللہ اعلم

مشہد آخر

افاضہ ہوئے مجہپر اسرار مبدا اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو سراویل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس و حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدمونپر موقوف ہے ایک ان دونوں میں سے یہہ ہے کہ نفس کے درمیان یعنی مراد وہ شے ہے جس سے حس و حیات انسان میں ہے اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک صفت ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کہ آگ کوئلہ میں اور اسی امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

المشاهدة الثانية والعشرون ۲۲

بصورة اوصاف البدن فی المنامات وثانیهما ان
بعض الحضرات فی عالم الناسوت یتمثل هنالك
معنی بصورة شیٔ کتمثله بها فی عالم الخیال المقید کقصة
سیدنا داؤد علیه السلام وما تمثلت له الملائکة
متخاصمین فی النعاج حذ و معاملته مع بعض الناس
فی الازواج وبعد تمهید المقدمتین نقول صبغ الکفر
علی نفوسهم هو الذی یصیر سرابیل من قطران وسوادا
فی الوجه بسبب تأثیر اللعنة الالهیة وصبغ الایمان
علی نفوسهم هو الذی یصیر سندسا ونضارة فی
الوجه بسبب عنایة الله بهم رأیت ذلك رؤیة
روحانیة ومن اسرار المبداء انی رأیت الوجود المنبسط
متلاشیا فی الحق من جهتین جهة صدوره من الذات
الالهیة وجهة ظهور تجلی الهی فیه بحیث احاط بجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا امغز
لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبة صدر
منها الشیون بما هی فی المبداء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلیة والخارج ثم ظهر هنالك فی
الخارج شأن بعد شأن علی الترتیب المکنون **مشهد**
آخر فاض علی اسرار عجیبة فی طریق ظهور الکرامات
اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوة فی النفس
الناطقة فاذا اعدت من الملاء الاعلی ولصقت همها
بالقوة العازمة من الشخص الاکبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الی تلك العازمة فتنقلب الصور
المطلوبة هنالك عزما حاتما للاولیاء هنالك حدان
احدهما ان یکون هنالك ادنی خطرة وادنی

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونون
مقدمون سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت مین متمثل
ہوتی ہین یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید مین جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑون کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیون سے
ازواج مین اور بعد تمہید دونو مقدمون کے ہم کہتے ہین کہ کفر
رنگ کافرون کے نفوس پر وہی سرابیل قطران کے ہو جاوینگے
اور روسیاہی بسبب لعنت آلہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہین اور ترو تازگی اونکے چہرون کی بسبب عنایت
آلہی کے ہوگی مینے یہ دیکھا رویت روحانیہ مین اور اسرار مبدا سے
یہ ہے کہ مینے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق مین دو جہتون سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات آلہی سے اور ایک جہت
اوسمین ظہور تجلی آلہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کو احاطہ کر لیا ہی
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول مین ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہی پھر ظاہر ہوئی خارج مین
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی
مشہد آخر مجھپر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طریق مین جاننا چاہیئے کہ کرامات نہین برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ مین ہے پس جسوقت ساز گار ہوتی ہے ملاء اعلی
اور ملاکر ہمت ملاقی ہونیکی ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہو جاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ وہان عزم مضبوط واسطے اولیا کے یہان دو حدین
ہین ان دو مین سے ایک حد ادنے خطرہ اور ادنی

استحسانا متصلا بالعزيمة وثانيهما ان يكون هنالك
الهمة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس في اوقات كثيرة هي المتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالا ويصادف وقتا
بتدبير الحق ورحمته به فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليهما والثاني اكثر في الحجاز
واليمن وما يليهما ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله انجع في المقصود فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكبت كما ترى عند عروض الحياء
والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
المطلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
ذراعا ما سكت ومنها ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء في انبعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تنفث في همته دواعي وذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية لها كقصة خضر والثاني يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الملة العوجاء ببعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری یہ ہے کہ ہمت
قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ مین
اور درمیان دونو طرفون کے مراتب کثیرہ ہین اور اوقات و
احوال و اسباب کے واسطے خواص ہین پھر اولیا اسمین دو قسم ہین
ایک وہ ہین کہ اونکی ہمت نفس اونکے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے
ہین کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہین اور ایک وہ ہین جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال مین یا لفظ مین تو وہ
نہین پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہین ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہین ہند و خراسان اور انکے قرب مین
اور دوسری قسم کے ہین حجاز و یمن اور اوسکے نواحی مین پھر اولیا
کے واسطے وقت ہین ان مین سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہو کہ
اوسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ جمع مقصود
مین کیونکہ جب خطرہ آیا اوسکے دل مین استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سر ہے صلے اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب ان سے طلب کیا تھا ذراع
تیسری مرتبہ اور انھون نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہین تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع ہم سے
لا کر دیتی جبتک خاموش رہتی اور ان مین سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت اور استبعاد
اور انکار قوم سخت نہو عزیمت مین جیسے تم دیکھتے ہو منافسہ اور معرکہ مین دلیرون
اور پہلوانون کے اور لڑائیون مین اقران کے پھر اولیا داعیہ کی منبعث ہونے مین طبقے ہین
ہین ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ
نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اوسکی ہمت مین دواعی اور یہ یا تو
حادث بسبب اوسکے قضا کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا
مستمرہ جیسا ارادہ سیدھا کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانها مستودع الانزال
من حد من شرجها متصلة بقلبه المقدس فيصير ارادة
لافاعيل خاصة واوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه هي الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصيرون افرادا مستجابين بالدعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات والمعدات ساعتئذ وقس
على ذلك شريعة العلم منبجسة من الناموس المنعقد
في الملأ الاعلى ارادة للخير باهل الارض فهي متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصور شتى بحسب
الاوقات والاوضاع وهيئات النفس فيخرج بصورة
النفث في الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
في رؤية تارة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
[illegible] هي الباعثة به وليس ذلك من مقامات الكمل
[illegible] الا تماما لمعنى الجامعية واليه الاشارة في مقالتهم
المشهورة ان العارف لا همة له وان الولي اذا بلغ
[illegible] من القوة العازمة حلع عليه خلعة القطبية
[illegible] سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
[illegible] وجامعا [illegible]
[illegible] تفرد شخص بهذا الامر بين ربه يصل اليه
[illegible] وقوي ذلك [illegible] مع كل واحد كانه
[illegible] من الانسان كل فرد من البشر
[illegible] مزاحمة [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] الحمد لله الذي سقاني كاس [illegible]

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شکل ان کی مسترہ ہے ہمیشہ
کوئی گوشہ اوسکے گوشوںمین سے متصل ہے اونکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ فعلون خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضا وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
وآب موافق مقتضیات اور معدات کے اوس ساعت کے اور اسپر
قیاس کر تو چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلی مین
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتین متفرق ہین بحسب اوقات و اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فی الروع
کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب مین افاضہ
برکت کا اور کبھی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیہ
عقلیہ باعث ہوتا ہے اونین اور یہہ مقامات کاملین سے
نہین ہے الہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے اونکو اس قول مشہورہ مین کہ ان العارف
لا ہمۃ لہ پھر جب ولی پہنچا ہی سلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا اسکو خلعت
قطبیت کا مشہا ہین سویدا قلب کے شخص اکبر کیطرف سے تب ہوجاتا ہے وہ
لوگونکے واسطے پناہ کے جائے اور لوگونکا مرجع اور جامع اونکے تفرقونکا
اور میری رائے مین نہین ہے درجہ ہونا واسطے ایک شخص کے اس رتبہ کا بلکہ اگر وارد
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے شال اسکے ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے شال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
انسانیت مین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس رتبہ کا یا [illegible] شخص نے [illegible] شاہ کیا طرف سیر غیر اسکے جو ہمنے بیان کیا ہے
یا وہ سید نکلا اس تعداد مین اور اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد للہ کہ ان سب مقامات سے جو ہمنے بیان کئے ہین مجکو جام لبریز پلایا ہے

من كل هذه المقامات التي اشرت اليها **مشهد**

آخر رأيتني في المنام قائم الزمان لعني بذلك ان الله

اذا اراد شيئا من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام

مراده ورأيت ان ملك الكفار قد استولى على بلاد المسلمين

ونهب اموالهم وسبا ذرياتهم واظهر في بلدة اجمير

شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله

فغضب الله تعالى على اهل الارض غضبا شديدا ورأيت

صورة هذا الغضب متمثلة في الملاء الاعلى ثم ترشح الغضب

الى فرأيتني غضبانا من جهة بعث من تلك الحضرة فقط

لا من جهة رجوعي الى هذا العالم وانا ساعيتئذ في جم

غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازابكة ومنهم

العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان و

بعضهم مشاة على اقدامهم واقرب ما رأيت شبها

بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورأيتهم غضبوا لغضبي

وسألوني ما حكم الله في هذه الساعة قلت فك

كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان تروني قد سكت

غضبي فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم

فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاهها

ثم اني تقدمت الى بلدة اخرى بجانبها واقتل اهلها فتبعوني

في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الاجمير

وقتلنا هنالك الكفار واستخلصنا هامهم وسبينا ملك

الكفار ثم رأيت ملك الكفار يماشي مع ملك الاسلام ف

نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام في اثناء ذلك

رجلا فبطش به القوام وصرعوه وذبحوه بسكين

فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه صنعدا فقلت

مشہد آخر مینے دیکھا خواب مین کہ قایم الزمان ہون اس سے

میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جب ارادہ کیا کسی شے کا نظام خیر سے

تو مجکو کیا مانند عضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور مینے دیکھا کہ کافرونکا

بادشاہ غالب آگیا مسلمانونکے شہرون پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکے

ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر مین شعائر کفر ظاہر کئے اور شعائر اسلام

کھو دئے العیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور مینے دیکھی

اس غضب کی صورت متمثل ملأ اعلے مین پھر مترشح ہوا غضب میری طرف

مین تھا بہت غضبناک ہو السبب بعثت ہونیکے اوس درگاہ سے میری نفس

مین نہ اس جہت سے کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے اور مین اوس

ساعت لوگونکے ہجوم غفیر مین ہون کہ انمین روم اور ازبک اور عرب

سب ہین بعضے اونٹونپر سوار ہین اور بعضے گھوڑون پر اور

بعضے پیادہ ہین اور قریب سکے جو مینے دیکھا مشابہ انکے ہین حجیر

غضبناک ہونے سے اور مجسے کہتے ہین کہ کیا حکم ہے اللہ کا

اسوقت مینے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہون نے کہا

کبتک مینے کہا جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا

تو وہ آپسمین قتال کرنے لگے اپنے اونٹونکے مونہہ توقتل ہوئے

اونمین سے بہت اور انکے بہت اونٹونکے سر ٹوٹے پھر

مین بڑہا آگے ایک شہر کے طرف جو اوسکے پیچھے تہا اور اسکے

لوگونکو قتل کیا اور انہون نے پیروی اور تابعداری کی

میری اس امر مین اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے

بعد ایک شہر یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور انکے

چھڑایا ہمنے اسکو اور غلام بنالیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر مینے دیکھا کہ وہ

بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کیساتہ مسلمانونکی گروہ مین پھر حکم دیا بادشاہ

اسلام نے اسی اثنا مین اسکی ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگونے اور گرا دیا اسکو

اور ذبح کر ڈالا چھری سے پھر جب دیکھا مینے کہ خون اچھلتا ہے اسکی رگونسے مینے کہا

المشاهدة الخامسة والاربعون ٤٥

الآن نزلت الرحمة ورأيت الرحمة والسكينة شملت
من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين من دونهم
الى رجل وسألني عن المسلمين الذين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذي القعدة سنة ١١٤٤ **مشهد**
آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة
فيها وانه لا بد لها من تنزلات لتظهر الكثرة وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من صرافة وحدتها
الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الا نفس ظهور
كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
والبعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

اب رحمت نازل ہوئی اور مینے رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل
ہوئی اون مسلمانون سے جنہون نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت
کیے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا اُن مسلمانونکا
جنہون نے آپسمین قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب مین اور نہ بیان
کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسوین ماہ ذیقعدہ ١١٤٤ کو **مشہد**
آخر اسمین کچھ شک نہین کہ حقیقت الحقایق وحدت ہے اوسمین
کثرت نہین ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرور ہین کہ کثرت ظاہر ہو
اور اوسکے احکام وخواص کے مراتب متعین ہون اور اوسکی
حرکت اوسکے صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجیہ ہے
اور اوسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس
وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت لنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے
حب مقدس اعلی ہے جسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہین ایک قوم اور ایجاب
طبیعی کہتے ہین دوسرے اور یہہ حب بسیط ہے اپنی اول امر مین پھر اوسکا
دایرہ وسیع ہوتا گیا شیئاً فشیئاً مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اوسکے بروزکا
اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی تھی جمیع محبات سے جو بعد مین ظاہر
ہوئین لیکن وہ اوسمین مندمج تھین پھر ظاہر ہوگئین اور کامن
تھین پھر بارز ہوگئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک کرنا
نہ چاہیے جس شخص کو ادنے بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہے ہمنے یہ کہ نہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت
مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط مین
وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری
وہ بمنزلہ قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا و بالذات
اور یہان افراد کا اس نشأ کے کچھ ذکر نہین

ذكر الافراد ملك النشأة ثم اخذ احد وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تبعا ضمنيا لا ذاتيا
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا مقتبضا في المثال وفردا منتشرا يصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخصا ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انقسم ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينقسم
بقصد ظهور تدبير الهي او لا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بان لها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير نشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
علم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو لفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انقسم

پھر حب آیا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں سمیت بالذات نہ ظاہر اور اوس سے ہے حب جو علاقہ رکھتی ہے ظہور
فرد سے اوس نشأ سے کہ ہووے فرد مشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قائم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اسی
نشأ کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی حب ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر منقسم ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہہ کہ منقسم ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأ
حیوانیہ تابع نہیں نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے حب ہے اول امر میں ہوگی یہہ مراد فرد جامع جمیع نشأت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کہ نبی نہیں ہے
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشأ کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فان كان قصد به حينئذ تدبير النشاة فهو نبي من الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد بحينئذ ذلك بل محض ظهور كمالات نغلب فيها القوى الالهية على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشاة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد في الناسوت وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان تعود لما منه سافرت انما كل نشاة مستودع وسيره فيها اسرع من سير السهم اذ انفذ من القوس حتى يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بين يديه شيء من النشآت بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة الله ان النشاة المتاخرة تستمد من النشاة المتقدمة ضرورة ومنها انه يرزق المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية عائدة الى ما منه هذا السير علما وحالا ونشاة واما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشاة الى نشاة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد اذا ورد في مستودع فلابد ان يلتفت زمانا الى احكام تلك النشاءة فيصل الى ذروة سناها ويقتعد

وقت ظہور اُسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہے انبیا مین سے اور نہین فرد جامع اور جو یہہ قصد نکیا جاوے اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنہین غالب ہون قواے الٰہیہ اوپر قواے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور لبسا اوقات حب متعلق اول امر مین نہین ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاہ کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر اوس سے تدبیر ملت کی ہے تو وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلی کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اُسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا کے پس یہ معرفت بہت غامض ہے اُسکو خوب مضبوط پکڑو ڈاڑھون سے پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین ایسے کہ اُسکے غیر کے واسطے نہین ہین بعض انمین سے یہ ہے کہ اُسکے واسطے کوئی مستقر نہین ہے اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے واسطے اُس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک ہر نشاہ کے لئے مستودع ہے اور سیر اُسکے بیچ اُسکے تیز تر ہے تیر سے جبسوقت وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اُسکی دامن مین کوئی شی نہین متعلق ہوتی نشاۃ آلودگی نشات سے بخلاف اُسکے غیر کے الٰہی یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت مین ہو کہ نشاۃ متاخر مدد چاہے نشاہ متقدم سے ازروے ضرورت کے اور بعض انمین سے یہہ ہے کہ اُسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اُسکی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنیوالا طرف اُس شی کے جس سے یہ سیر ہے علما یا حالا یا نشاۃ اور اُسکے غیر کے واسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ نہین ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاۃ کیطرف مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہی اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اُس نشاۃ کی احکام کیطرف پس واصل ہو

غاربها ويظهر منها لا يظهر من غيرها ثم بعد
ذلك لابد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينية
فاذا حان النفض تذكر النقطة الجبية فيه مقره
العز وحيز البساطة ويشتاق اليه اشد الاشتياق
فيهيمانها النفس على المحبة الذاتية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسدها الكثيف الارضي واذا حان انفكاك
روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واذا حان انفكاء روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حيزها وموضع بساطتها
ومقر عزها واما اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات وات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقايق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وفي آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغل شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشاءة النسمية فهو ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
التدلى الاعظم المتمثل منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حال
التدلى لكن العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہوں
اسکے سوائے پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاءہ اسکو اپنے میں سے
نکالدیوے جیسے بچہ اپنے ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتی ہے اس
نشاءہ بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد کرے نقطہ جبیتہ
عزت اور حیز بساطت اور مشتاق اسکا نہایت شوق سے پس اگر جوش
اسکے نفس کی وہ ہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی خاصیتوں سے
کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاءہ کے پس وہ مرجائے اور
رہا ہو جائے نسمہ اسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہو اسکی روح
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو وہ اخل ہونے اسکی روح کا تو بھی اسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جب تک پہنچے نقطہ
اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھہرنا نہایت میں نشاءہ جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور انکے
سوا میں پس منصب وراثت انبیا کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کی
اور جمع درمیان صفات و ات ہر مقام کے حاصل ہو واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور بیچ
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاءہ نسمیہ پس اس سے یہ ہے کہ معد ہو
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاوے افاضہ میں صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے ساتھ زبان رقیقے
اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو حال اور نہ منصب

انما الاحوال والمناصب فيه فعلى من ابتغى ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بائنة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان
يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يكف نفسه عنها لانها
جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية بحذو حذو وهامن
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية بحذو حذوها
من العلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص في كل
علم يبلغ اليه نظره اياً كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية بحذو حذو وهما الجمال والمحبة لحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة
شمسية بحذو حذو وهما الغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية بحذو حذو وهامن كل كمال التأصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شيء مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية بحذو حذو وهما
قطبية والامامة والهداية وكونه مثابة للناس فيما يتقربون
الى ربهم ورقيقة زحلية بحذو حذو وهامن كل
رقيقة بقاء وتأصل ونفوذ مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملأ الاعلى
بحذو حذو وهاهمة محيطة بجميع ما يلصق به هي
شبح لنظر الله وعصمة له ورقيقة من الملأ السافل
بحذو حذو وهما نور يلمش في يديه ورجليه وعينيه

جز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اوسکے ہین پس جو چاہے
چاہئے یہ کہ حمل کیا جاے ہر کلام فرد کا اوس شئے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقایق ظاہر بارزہ ہین اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہون اور نہین ہوا اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو اون سے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اونکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث سے
اور برکات طریقون منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف و رائے خاص سے
ہر علم مین کہ اوسکی نظر پہنچے اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ دونو نکو معناً و استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت
اللہ کے تحت ہین اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اوسکے مقابل ہے ہر کمال تاصل اور سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شے ہوتی خوفناک اور ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابہ للناس جس مین لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہین اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور
نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملا اعلے سے
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع ما یلصق بہ کے وہ قالب ہے اسکا
نظر اور اوسکے عصمت کا اوسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملا سافل
وہ مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتون اور پانون اور آنکھون

وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي الذي الى
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية ثم يشغلها شأن عن شأن ولا يأتي عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
حبيس بها الآن وانما الآتي تفصيل للاجمال او شرح
نقطة تبدو رقة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار و
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقايق كلية جملية جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقايق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقايق جاءت من
قبل العناصر ورقايق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجرد الشيء من الكمال بحيث يمحق اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فلاحد
وجهين احدهما ان يكون المدد الحق اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب خرقه اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا مین اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے
اسکے بندونکی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہین ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہین روکتے اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہین آتا احوال سے وقت تجرد کے
نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اوس آن اور
تحقیق آنیوالا تفصیل ہے اجمال کے یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ ورہ
اور فرد سے ایسی کرامتین نہین صادر ہوتی جیسے کہ اسکے سوا سے کیونکہ
اوس سے اسکے آثار اور کرامتین صادر ہوتی ہین غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوسمین ہے سبب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہین ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا
ہر جزو اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلئے ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمین رقایق کلیہ جملیہ ہین کہ آئی ہین اسما الٰہیہ طرف سے
اور رقایق ہین کہ آئی ہین نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقایق ہین کہ آئی ہین جانب عناصر سے اور رقایق ہین کہ
آئی ہین طرح طرح کے کمالونسے جو اوسے حاصل ہین تو نہین مسلط ہوتا
ایک جزو دوسرے جزو پر کبھی تو نہین معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنی
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی متجرد نہین ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جانے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار پر ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہین ہین ایک ان دو وجہ سے یہ ہے کہ مدد حق اپنے بندونکو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
وہ اسکیطرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کی ہے

في يد الغسال لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يرجع
هذا الفرد الى عقله وحكمته وفراسته فاذا رأى
شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب هذا الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سيأتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه يأتي
لان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبايعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة لداعية ترجع الى جلب نفع او دفع
ضرر دنيوي فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهو في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه وللانسان
طبايع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال تلقاه من
ربه وافعال تجري منها بفناءها في الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك التركيب كما ان الطبيعة
الزهرية بحسب النسمية تقتضي ان يلتذ كل حسن
بالجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة وبهجة انفتاحا الى الله واحبائه فيكون
الحساس بها انها والاشياء التي يلتذ بها كلها السنة

غسال کے ہاتھ مین اسی آمین کچھ اختیار نہین اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کے طرف پس جب دیکھے
کہ کسی شی مین اسکو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اسکے رقایق مین سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگون مین مثلاً ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہین انکی لوگونکو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگونکو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق مین سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور جہانتک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی
دنیا مین اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہہ امر اسلئے ہے کہ عادت مین ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلے مین جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام مین سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکے خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق مین سے
تو جاری ہوتے ہین فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد مین باقی ہے تو یہ معنے ہین اسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبایع ہین اور ہر طبیعت کیواسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہین جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہین جب اسکو فنا کرے بیچ حق
اور تجلیات معنوی ہین جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہین موافق اس ترکیب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ
مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے حسن اور جمال کی جس سے اللہ نے اوسی خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور خوشی مین [illegible] اور فرد کے اسکے آگے
ہین جائین سب حواس اسکے لذتونکی ہر شے جس سے لذت اوٹھاتا ہے

ذكر الله تعالى فيحصل له حالة عجيبة يستغرق فيها
ويسكر حينا من الدهر وقس على ذلك كل طبيعة
وان شئت الحق فعبادته تدليه في حقه جريانه
على مقتضى طبيعته والله حافظه واذا اتاه زجر
على فعل فسببه مخالفته في ذلك اللباس الذي البسه
الله تعالى ومن خواصه في البرزخ انه اذا انتقل
عن هذا البدن نهام الى الطبيعة العامة التي تعم
كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها الا ان
هيمانها هيمان تدبير وهيمانه هيمان عشق فحينئذ
يسري في اجزاء العالم بهمته ففي الحجر حجر وفي الشجر شجر
وفي الفلك فلك وفي الملك ملك لا يصده طور عن
طور كهيئة الطبيعة المطلقة حينئذ ربما كان
من هذا الفرد آثار عجيبة واحكام غريبة فمنها انه
يعلم بالعلم الحضوري انه القيم بالطبيعة الاولى كما
ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد
ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك
بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان و
منها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة
لبعض التدبير الكلي فبرزت في بعض
المواطن ويكون سببا لافاضة البركات **شعر**
ومن بعد هذا ما تدق صفاته * وما كتمه احظى لدي واجمل *

تحقیق في بيان قول السيد عبد السلام بن
مشيش قدس سره على مشرب القوم اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقتي
وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى

سبب کے زبان میں واسطے یاد دلانے اللہ تعالے کے تو حاصل ہوا اسکو ایک
عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہوجاوے اور سکر مین آجاوے کچھ وقت زمانہ
سے اور اسی پر قیاس کرلے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی
جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو
زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہین اس امر مین
بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد
کے خواص سے ہے عالم برزخ مین کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے
ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا
ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیری ہے
اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سریان کرتا ہے
اپنی ہمت سے اجزائے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر ہے
اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے
اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے
اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام
غریبہ ہوتے ہین پس ان مین سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری
سے کہ وہ قیم بالطبیعۃ الاولی ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے
اور وہ قائم نہین مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہین
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان مین سے ہے
یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے تدبیر کلی کی پس بروز کرتی
ہے بعضے مواطن مین اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **شعر**
ومن بعد ہذا ما تدق صفاتہ * وما کتمہ احظی لدی واجمل *
یعنے اسکے بعد اسکی صفتین ظاہر نہین کیجاتی اور میرے نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان مین قول سید عبد السلام ابن مشیش
قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کے وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیاۃ

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق و حجابك الاعظم القايم لك بين يديك وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري و منها انشعبت الحقايق فهي الواسطة بينه وبينها وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة بينه وبينها وفي قوله عن من قايل فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت المعجزات وبينت على لسانها المعارف والاحكام واسطة بين الحق وخلقه وسبب لقربهم منه وظهر مما بينا ان له صلى الله عليه وسلم ثلث نشآت كلية و ثلثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشآت فاولها رتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها رتبة تسمى عندهم بالروح المحمدي وهي التعين الذي الحقيقة محمدية ... نفس الانسان الكلي الى مظاهره ... الناسوتية المنوطة بها ... بعد بعثته الى الخلق على راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیساکہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اُس قدس سرہ کا ماسبق مین وحجابک الاعظم القایم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبدعات کا اوّل اور اعظم ہی جیساکہ ذکر کیا ہی قوم نے بیچ اس فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اوّل ما خلق اللہ نوری اور اُس سے منشعب ہوئین حقیقتین پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی درمیان اللہ کے اور حقایق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطہ اُس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہی اپنی قوم مین اور واسطہ ہی اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہی ارواح مین اور واسطہ ہی اللہ مین اور ارواح مین اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنابرین کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور اُنکی صورت ظاہر ناسوت مین جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور اُس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہی درمیان حق کی اور اُسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کی ہین توسطات موافق تین نشات کے تو اوّل وہ مرتبہ ہی جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور وہ ایک تعین کلی ہی خارج مین واسطے احکام اسمار کلیہ کے اور دوسرا ... مرتبہ ہی جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہی اور وہ تعین مجازی ذی حقیقت محمدیہ ... نے انسان کلی کی طرف اپنی مظاہر اور

اربعين سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح
ابصار عمي وآذان صم وقلوب غلف حتى يشهدوا
بالوحدانية ويتهذبوا ويعلموا احكام الله المتعلقة
بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة
واكمل الاولياء من كان على قلب خاتم الانبياء صلى
الله عليه وسلم في تلك النشآت الثلث لكن الحقائق
الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يضاهيهما
لا يتعين الا بعد اختيار الانسان الكلي بحيالها واول
تعينها في الخارج يضاهي ويسامت التعين الروحي
من الحقائق الكلية فلا يظهر مدد الحقيقة المحمدية
الواصل الى الحقائق الجزئية الا عند تعينها وتكون
الجامعية ميراثا عنها وانعقاد الاستعدادات ههنا
ميراثا عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحدا
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يبتهل الى ربه تبارك وتعالى
بلسان استعداده ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث و
كمالاتها المختصة بكل منها فعبر عن سؤاله ميراثه
من الكمالات الناسوتية بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له المريدة للحس والحركة وهي في
الافراد الجزئية المستعدة للكمالات الجزئية التي
اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد
الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن
تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لائے
اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشی
کہ انہوں نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینوں نشآت میں لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان
دو کے مانند کی نہیں متعین ہوتی مگر بعد جز اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل میں پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
میں مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہیں
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت میراث حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہاں میراث ہی روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
و زاری کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثوں سے سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشآت ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ کے جو
ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کے ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح منفوخ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور اسکی
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہیں اور کچھ
چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول الروح
و عبر عن سواله میراثه من الکمالات الروحیة بقوله
و روحه سر حقیقة و ذلک لان الحقایق الجزئیة انما
تنشاء من حیث تتعین الارواح الکلیة و لا یخفیها
فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه
الخفاء والمصدریة للاثار والکمالات وتعین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن والبراعة و عبر عنه سواله میراثه بحسب
الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر
الانبیاء دون تلک المرتبة بقوله وحقیقة جامع عوالم
و ذلک لان الاجمالیة بهذا الوجه تلازم ظهور
رقائق کثیرة بازاء النشأت الخارجیة کل رقیقة
اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة
المستفید صورتة جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلک کذلک بتحقیقک والتحقیق جعل الشئ محققا فی
الخارج والمراد منه الفیض المقدس ولا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق
صادر منه من جهة کونه حقا ای متحققا بذاته محققا
لغیره واول الاشیاء فانه وجود الوجودات
وماهیة الماهیات **تحقیق** للعارف وصول الی
الذات ووصول الی الاسماء والتجلیات سواء
قلنا بان الوصول الی الذات علم بها وادراک لها
اولا وما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنی سوال سے میراث
صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ
سر حقیقتے اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں
اُس جا سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہیں وہ شئے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اُس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دایم نمط واحد پر حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اُس سے سوال اُسکا میراث اُس کی موافق اُن کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اُسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہے
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے
ایک نشاہ کا اور اُسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اُس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانناشئے کا متحقق ہے خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر مین
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اُس سے
بسبب اُسکے ہونے کے حق یعنے متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اوّل اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات ماہیت
الماہیات ہے **تحقیق** واسطے عارف کے ہے وصول الی
الاسماء والتجلیات کے برابر ہے جو کہا ہے یہ کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اُسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

فی هذه المسئلة فمعناه نفی العلم والاحاطة لا نفس الوصول وتفصيله ان السالك اذا وصل الى الحقيقة التی يعبر عنها بانا وجردها عما دونها وقعد له التفات الى التحقق والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود المطلق وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف فی ضمن هذا الالتفات كل تنزل ولبسة لحاسة ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا يرجع متصاعدا حتى يدرك الحقيقة التی لا حقيقة وراءها بتلك الحقيقة بعينها فهنالك وصول وليس هنا علم الا بانا ولا ادراك الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين التلمسانی مشيرا الى هذه النكتة **شعر** دعوا منكر فوزی بها يتفطر ولا يحتی لها تيك القلوب بانفطارها وماذا على من صار خالا لخدها اخار ابوها ام تبنه جارها فالكمل متحقق لهم الوصول الى الذات بالفعل وكذلك باصول الاسماء والتجليات فناء وبقاء وتحققا لا يجوز ان يكون لهم حالة منتظرة فی ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة بكل نشاة من النشات يعتورها الانسان مرة بعد مرة وكانه قد احاط بها اجمالا فی دينك الوصولين وما بقی الا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية بهذا المعنى **تحقيق** اعلم ان الله جل مجده يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالی بيانه انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان العلم بالعلة التامة يكفی فی العلم بالمعلول وهذا الاشياء

کلام سے اس مسئلہ مین تو اسکی معنی ہین نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہی طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہی اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہی اپنی سوا سے تو واقع ہوتی ہی اس سے التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سبکی اصل وجود مطلق ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ہین بہت اور لباس ہین کثیر پس پہچانتا ہی اس التفات کی ضمن مین ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہین ادراک ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہی اس حقیقت کو کہ اسکی پرے کوئی اور حقیقت نہین ہی ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہی اور علم نہین یہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہین مگر انا کا اور کیا خوب قول ہی شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس نکتہ کی طرف **شعر** دعوا منکری فوزی بہا ینفطروا و یحق لہا تیک القلوب انفطارہا وماذا علی من صار خالا لخدہا ابوہا ام تبنہ جارہا پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہی طرف ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسما و تجلیات کے فناء و بقاء و تحققا نہین جائز یہ کہ ہو انکی واسطے حالت منتظرہ اس مین ہان اسکے بعد احکام خاص مین ہر نشاہ کے نشات مین سے گذرتا ہی انکو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالا ان دونون وصولون مین اور نہین باقی ہی مگر تفصیل پس کاملون کی ترقیات کو انتہا نہین اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیے کہ حق سبحانہ جل مجدہ کو اول علم اشیا ہی دو وجہ سے ایک یہہ تو اجمالی ہی اسکا بیان یہ ہی کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اسواسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہی معلول کے علم کو اور یہ اشیاء

هنالك موجودة بوجود الهي لا بوجود امكاني
لان كل شيء انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شيء كمال الواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبدء صدور هذه
الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضي شيئا بخصوصه
وكل شيء يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتبارات الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة
وتلك معلولات له صادرة منه وثانيهما الوجه التفصيلي
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا
يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها
يقتضي حضور الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة في الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكاني سواء
في ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا في المفروضات التي لا تحقق لها الا في فرض
الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلئے کہ
ہر شے متحقق ہوتی ہے بتحقیق واجب کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں ان کے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبارات اوسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے
اور دوسری جہہ انمیں سے وجہہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کی مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکی اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے
انکی وجود کا اور انکی تحقق کا نہ کچھہ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے
اپنی محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنی فاعل کی پس جانتا ہے اللہ
اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم
واجب کا واسطے انکی ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر علم ان الملل والمذاهب توصف بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له فتاملنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشئ كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلى والآخر دقيق يرى من بعد اما الجلى فان يكون كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو كذلك وكل مسئلة مما يحكم فيها بوجوب وحرمة مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملاء الاعلى مثلا يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى نازل مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه من تشبث بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيأت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن واذالة البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجوه تشبيهي في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا اذاك وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل انها حقة وكذلك معنى حقية مذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتین اور مذہب وصف کی جاتی ہین ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہین کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہی وصف مین ایک ان دونون کے پس ہمنے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اُس شئے کے تو حق ہی اور نہین تو باطل تو ہمنے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد مین معلوم ہو گے تو ظاہر روشن تو یہ ہین کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اُس شئے کے جسپر اعتقاد کیا ہی خارج مین مثلا حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہی اور غضب کرتا ہی اور ہی امر یو ہین اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہی اور یہ یونہین ہی اور جو مسئلہ ہووے کہ اسمین حکم وجوب و حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جسپر منعقد ہے امر ملاء اعلی مین مثلا کہا جاوے کہ نماز فرض ہی اور ہو بیچ ملاء اعلی کے نازل مثالی ادائے مضمون اسکی تحسین اُس شخص کہ جو متلبس ہو اُس سے اور اُسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا پکل مارنے اُسکے دامن نسمہ مین بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کی نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہی استغراق سے احکام بہیمیہ مین جیسا مستلزم ہی زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہان مطابق ہی واسطے علم اُسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمین توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دوسو درہم اور برس بہر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلی مین تو یہ وہ ہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہین ہو

احكام مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه
وسلم فى نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود
لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية
فحقيتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبى صلى الله عليه وسلم لو تكلم فى المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهر الا يريب فيه المحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع فى شرع الاحكام فهذا معنى
حقية المذاهب واما الدقيق الذى يوحى من بعد
فان يكون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان يلهم
مصطفىً من عباده باقامة ملة من الملل فيصير
خادما لارادة الحق منصبتا لظهور تدبيره ووكرا
لفيض مددة الغيبى فيقال فيه من اطاعه هذا العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا فى موافقة هذا التدبير والسخط
فى مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك صار احكام
الملة جميعا حقة والمنظور فى وصفها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهى فى هذا الشيء لا غير
وكذلك المذهب ربما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ الملة حقة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظة
المذهب يومئذ هم [illegible] عن [illegible]
ويكون [illegible] من [illegible]
دين الحق [illegible] معقد [illegible]
[illegible] واسعا [illegible]

کہ ہون اُسکے احکام مطابق واسطے اُس چیز کے کہ کہا ہی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر مین اور مطابق ہون واسطے اُس
چیز کے اُسپر ہین قرون جنکے واسطے شہادت ہی خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہو اور نہ روایت تو اُسکی حقیقت محتاج
قرائن کی جو مورث ہون غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ مین تو یہی فرماتے اور یہ کہ وجہ
اُسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہین حقیقت مذہب کے
اور وہ جو دقیق و باریک معنی ہین کہ بعد مین معلوم ہوتے ہین
وہ یہ ہین کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنی بندون مین سے واسطے اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منصہ ہو اُسکی ظہور تدبیر کا اور آشیان ہو
اُسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت
کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اُس کی نافرمانی کی اس نے
اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب حق اور واسطے اُسکی حق
کہنے مین منظور ہو تدبیر الٰہی ہی بیچ اُس چیز کے نہ سوا اُسکے اور اسطرح
مذہب ہے کہ عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت کی متوجہ بحسب
معدات طرف حفظ [illegible] کہ [illegible] نگہبان [illegible] اس [illegible] ہوتی ہین
قایم [illegible] بڑے دو کہ [illegible] ملت ہے یا اُنکا شعار ہی اطراف کے کسی
طرف مین [illegible] ان حق [illegible] کی توقت منعقد ہو ہی وجود [illegible] تشبیہ

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الصور الخاصة في مداركهم
فيصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية
هذا الوجود التشبيهي اما المعنى الجلي فهو الذي يطلع الله
الراسخين في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم
واما المعنى الدقيق فلا يوقف عليه الا بالنور النبوي
الكاشف عن احكام التدبير القاهر على البشر وكذلك
قلنا ان هذا يروى من بعد واذا تمهد هذا فنقول تراءى
لي ان في المذهب الحنفي سرا غامضا ثم لم ازل اتحرى
في هذا السر الغامض حتى وجدت ما بينته وشاهدت
ان لهذا المذهب يومنا هذا رجحانا على سائر المذاهب
بحسب هذا المعنى الدقيق وان كان بعضها ارجح منه
بحسب المعنى الاول وشاهدت ان هذا السر هو الذي
ربما يدركه صاحب الكشف نوع ادراك فيرجح هذا
المذهب على سائر المذاهب وربما يتمثل الهاما بالتصلب
فيها ويشبه رؤيا حاثة على الاخذ به لكن الحق الصراح
ما قلنا فعض عليه بنواجذك

مشهد آخر

دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطني هنالك
فتجلى لي حقيقة الصراط المستقيم التي بينها النبي صلى
الله عليه وسلم بان خط خطا وخط بجنبيه خطوطا
الى آخر الحديث فوجدت نهايتي حافتي الوسط بين احوال
نفوس بعض ذلك فيما يلي الفوق وبعضه دون
ذلك اعني بذلك ان كل طبقة زكية وغبية لها
صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لمرتبة
خاصة للزكي ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ
في موقفه لنفسه ووجدت كأن المدبر يلقيه

اور مقید ہوتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھ اس صورت
خاص کے انکے مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی
اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی
روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور
اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سے نہیں واقف ہوتے
مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام تدبیر قاہر علی البشر
کا اور یونہی ہے جو ہمنے کہا کہ یہ بعد کہی جاویگا اور جب تمہید
ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک
سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمین غور کیا کرتا تہا کہ کیا
سر غامض ہے یہانتک کہ میں نے پایا جو بیان کر چکا ہون
اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ
مین ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ
بعض مذہب زیادہ ترجیح رکھتے ہیں موافق پہلے معنی کے اور مشاہدہ
کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں اور کہ
ایک نوع کا ادراک ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر و
متمثل ہوتا ہے الہام اسمین مضبوط رہنے کا یا خواب میں دیکھتے ہیں
اسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے پس اسکو
مضبوط پکڑے رہو دانتون سے مگر پھر غور کر خوب مشہد آخر میں کعبہ شریف میں
داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کیطرف تو متجلی ہوئی مجکو حقیقت صراط مستقیم
کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کہینچا اور اسکے
دونوں طرف اور خطوط کہینچے آخر حدیث تک تو پایا میں نے اس حقیقت کو
وسط احوال نفوس کے کہ بعض سے اوپر ہے اور بعض
سوا نیچے اور وہ یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی و غبی کے واسطے صراط
مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ خاص کا زکی کے واسطے
اسکو معلوم کیا ایک طرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موقف اور القا دین اور

الی النفوس فیتلقاها منها اکثرها قبولا للالهام الالهی ویکون اقلها تلقیا بعدها عن الالهام لیس الوصول الیه بتجشم کسب من النفوس ووجدت الصراط المنصوب علی ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقیقة یلقیه الباری فی الآفاق حذو ما یلقی هذا فی عالم الانفس ووجدت لجوف الکعبة خصوصیة بهذا الصراط المستقیم ووجدت الاشیاء التی بینها وبین امثال هذه المعانی مناسبة کذلک متقومة فی عالم الحشر بتقویم هذه المعانی بصورها وهذا اسر وجود المنبر والمسجد النبوی والاسطوانة الحنانة ههنا وسر قوله صلی الله علیه وسلم ما بین منبری وبیتی روضة من ریاض الجنة

تحقیق الافعال التی یفعلها الانسان بالارادة والاختیار لها اسباب توجب صدورها کالعزم علی الفعل حتما من نفس کان مع مطاوعة الجوارح الی غیر ذلک من الامور الخفیة التی قلما یحاط بها لغموضها ثم العزم وکل امر من تلک الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس کان فی حال کذا یوجب العزم ولهذه الاسباب ایضا علل کذلک وهلم جرا حتی ینتهی الی الوجوب البات فهی موجودة بایجاد الله تعالی صادرة من ارادة العبد لکن ارادته ایضا واجبة لاسبابها ثم اذا باشرها الانسان وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد منها ولانتشار حوفتی من قواها بها ووجب ان تتالم النفس او تتنعم بها بمحض التنبه لمخالفة هذه الاصو

نفوس میں تو اکثر نفوس اسکو قبول کر لیتے ہیں بسبب الہام الہی کے اور قلیل ہوتے ہیں جنکی تلقی الہام سے بعید ہو نہیں ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس کے اور میں نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا ہوا تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہے عالم النفس میں اور میں نے پائی جوف کعبہ شریفہ کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ انمیں اور ان معانی میں مناسبت ہے ایسا ہی متقوم عالم حشر میں ساتھ قایم کرنے ان معانی کے انکی صورتوں سے اور یہ بھید ہے وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہہ اور اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ

تحقیق جو فعل انسان کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلوں کے واسطے سبب ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکی صدور کے جیسے عزم کسی فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا ہے انکی غامض ہونیکے سبب ایک نمیں سے عزم ہے اور ہر امر ان امور میں سے جو ہے اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسے واجب کرتی ہے مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس سے ایسے حال میں واجب کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں ایسی ہی اور یہ جہاں تک چاہو نکالتے چلے جاؤ جب تک کہ منتہی ہو وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالی کے ایجاد سے صادر ہیں بندہ کے ارادہ سے لیکن اسکا ارادہ بھی واجب ہے

سببونکے ... پھر جس وقت ارادہ کا مباشر ہو انسان واجب ہے اسکا لصوق جوہر نفس سے واسطے صدور کے قصد النفس اور واسطے

لها او موافقة بها او بتقريبات خارجية بان يكون مثالم
المقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد فى المطلق صورة
التنعم او التالم ويحن مهاملائكة يلهمون من تلك الحضرة
فيحصل اسباب السرور او الالم او بان يكون ارادة الخير
بالناس رحمة فى حقه او نقمة كل ذلك اما فى الدنيا
او فى الآخرة ولكل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا يكون فى الوجود الا ما يجب وكذلك ظهور
الشرايع واجب من المبدء اذا علم الخير يوجد مثلا محصورا
فى هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم
بحسبها فى النفوس الصالحة غير المتدنسة بادناس
الشيطنة واجبا عند ظهور المعجزات ودلالة
العقل الصريح على صدق المخبر بها وتلقيها من حضرة
الغيب ويكون انصراف الارادة والعزم الى
الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا فى الكل
النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال
الكتب وتتم النعمة ولله الحجة البالغة

تمت

اُس سے یا موافقت سے ساتھہ اُسکی یا کسی تقریبات خارجیہ کے
ساتھہ اس طور کے کہ ہو مثال اُسکی مقید درحالیکہ شبیہ ہو
ساتھہ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق مین صورت تنعم کی
یا الم کے اور اسکے خادم ہون وہ ملائکہ جو الہام کیے جاتے ہیں
اُس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگون سے خیر کا رحمت اُسکے حقمین یا عذاب اور سبب
یا دنیا مین ہو یا آخرت مین اور ہر احتمال کیواسطے اُن احتمالونمیں
سے علل موجبہ ہین پس نہین آتے وجود مین کوئی چیز مگر
جو واجب ہے اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانتے خیر
الخ محصور اس صورت مین پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اُسکے موافق
نفوس صالحہ مین جو آلودہ ہوا ہو انجاستون شیطنت سے واجب وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صریح اوپر صدق اُس شخص کے
جسکی خبر دیہے اور تلقی اُسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونیکے موافق اعتقاد جازم کے واجب اکثر
نفوس مین پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھہ بھیجنے رسولونکے
اور نازل کرنے کتابونکے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ ۞ **تمام شد** ۲۷ شعبان روز جمعہ

خاتمۃ الطبع

الحمد لله الذى جعل اهل العلوم اشرف الاشخاص خصوصًا اهل العلوم الشرعية والمعاد والصلوة والسلام على سيد الانبيا محمد ن المصطفى وعلى اله المجتبى واصحابه المقتدى على هذا الكتاب المستطاب المسمى بفيوض الحرمين وقد وقع فراغ من اهتمامه فى الشهر المحرم الحرام وسنة ۱۳۰۸ ثمانية وثلثمائة بعد الالف من هجرة النبى صلى الله عليه وآله وسلم بعد حمد و صلوۃ کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ شریف کو ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ کہنہ جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمینا چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب رحمہما اللہ کے تھے مدرسہ موصوف میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس و تدریس کے اکثر احبا اور متوسلین
خاندان کو معلوم بھی نہ رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکے قدیم مسکن و درسگاہ میں رہتی ہے اس اثنا میں مکانات
بھی ایام غدر میں منہدم ہو گیا تھا بعد اس عرصہ معہودہ کے بسبب الاسباب نے داعیہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ مذکورہ کا جو در حقیقت
منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین کے دل میں ڈالا تو بعونہ تعالیٰ دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں ہوں اور شب و روز
بجناب الٰہی عوات سے دست بدعا ہوں کہ اے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا
مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اسمیں سلسلہ درس و تدریس کا جاری کر اور اس مدرسہ موصوف کا مثل اور مدارس
اسلامی کے کہیں سے کچھ کفاف مقرر نہیں ہے، اور خاص یہ شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اسوقت
اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس و تدریس کا شروع کروں اور طلبا کی اعانت کر سکوں تو دل نے چاہا کہ
اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو عرصہ دراز سے محفوظ چلا آتا ہے نکالیے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار معانی
کو دکھایئے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور زر قدری دو بر طرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے
کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کرکے ہدیہ شائقین کیے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا
مسمی بہ سطعات مع جزا بلطیف دعا طلسم ہا الٰہی فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری و انکے
فارسی چوتھا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اردو پانچواں مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین
چھٹا مسمی مجموعہ ارشاد و دلائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتواں مسمی تاویل الاحادیث عربی آٹھواں
مسمی ہوامع شرح حزب البحر فارسی نواں مسمی وصیت نامہ مترجم دسواں مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب گیارہواں مسمی عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالوں کے مضامین کے بیان کی یہاں پر گنجایش نہیں کہنا
دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ رسالہ بھی بمدد خداوند تعالیٰ
کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہیں رفتہ رفتہ چھاپے جائینگے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع احمدی
مدرسہ موصوف میں جاری کیا ہے جن صاحبوں کو جس قسم کی کتاب عربی فارسی انگریزی ناگری کی درکار ہو یا کوئی کتاب
چھپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوف میں بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں بھی ارادہ کیا ہے کہ [illegible] دوات [illegible]
کو [illegible] فیض [illegible] ان کو وہ مثل جواہر کے ہیں [illegible]
[illegible] اس کا خریدنا مدد کرنی بقولہ تعالیٰ و تعاونوا علی البر والتقوی [illegible] یہ چند سطر
خانہ [illegible] مطبع [illegible] کو [illegible] خریدار کتب ملتمس ہوں کہ [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] اجازت [illegible] کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا [illegible] قسم کی کتب

المشتہر

بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی [illegible]

[illegible] مجموعہ [illegible] تصنیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب [illegible] حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب [illegible]